

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اڑتیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ ہوئے 03 / جون 2021ء بروز جمعرات بہ طبق 22 شوال المکرم 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	19
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	25
4	رخصت کی درخواستیں۔	26
5	قرارداد نمبر 114 می جانب سید احسان شاہ۔	27
6	قرارداد نمبر 115 می جانب جناب نصر اللہ خان زیرے۔	42
	اجلاس کے غیر معینہ مدت التواء سے متعلق گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	48

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر----- میر عبدالقدوس بننجو

ڈپٹی اپسیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 03 جون 2021ء بروز جمعرات بمطابق 22 شوال المکرم 1442 ہجری، بوقت شام 05:05 بجکر 50 منٹ زیر صدارت جناب قادر علی نائل، پہلی آف چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ هـ ذلِكَ الْفَوْزُ
الْكَبِيرُ هـ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَسَدِيدٌ ط هـ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ هـ وَهُوَ الْغَفُورُ
الْوَدُودُ هـ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ هـ فَعَانَ لِمَا يُرِيدُ هـ

(﴿پارہ نمبر ۳۰ سورہ البر وج آیات نمبر ۱۱ تا ۱۲﴾)

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیس انہوں نے بھلایاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسرا۔ اور وہی ہے بخششے والا محبت کرنیوالا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا۔ کرڈا لئے والا جو چاہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جی زادبعلی ریکی صاحب!

میرزادبعلی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! بات یہ ہے کہ یہ چار بجے کا time kindly چیئرمین صاحب! یہ اگر چار بجے نہیں آسکتے آپ پر اپر پانچ بجے چھ بجے سات بجے رکھیں۔ دیکھیں! یہ time کی جو پابندی نہیں کریں گے تو یہ ملک، یہ قوم، یہ صوبہ کہاں سے ترقی کرے گا؟ اس طرح نہیں یہاں اسمبلی ہے، جس کو آنا ہے تو most welcome، اگر نہیں آنا ہے تو وہ اپنے گھر میں رہے۔ کیوں، ہم اسمبلی کو مذاق بنا رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین صاحب! اس پر آپ کوئی رولنگ دے دیں تھوڑی سی سختی کریں۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ میں personally معدرت چاہتا ہوں اور تمام معزز ارکان سے معافی بھی چاہتا ہوں کہ آج میں تاخیر سے پہنچا لیکن ہونا یہ چاہیے مستقبل میں سیکرٹری صاحب کے جو time دیا گیا ہے اُس پر خصوصاً اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر یا جو چیئرمین کرتا ہے وہ پہنچ جائیں۔ اور ارکان بھی اور خصوصاً منسٹر صاحب بھی اپنی حاضری یقینی بنائیں۔ جی اصغر ترین صاحب!

جناب اصغر علی ترین: میں زادبعلی ریکی صاحب کی بات کی حمایت کروں گا۔ یہاں معمول بن چکا ہے۔ ہر اجلاس ڈھائی تین گھنٹے تاخیر سے شروع ہوتا ہے۔ کبھی اسپیکر صاحب یہاں موجود نہیں ہوتے ہیں تو کبھی ڈپٹی اسپیکر صاحب۔ کبھی جو چیئرمین جس کی یہاں ذمہ داری ہے وہ موجود نہیں ہوتیں۔ جیسے آج چار بجے کا time دیا ہے، اب چھ بجکر آٹھ منٹ ہو گئے ہیں۔ یہ دو گھنٹے دس منٹ کی تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ کم سے کم ایک چیئرمین صاحب کو یا جو اسپیکر صاحب یا ڈپٹی اسپیکر صاحب ہیں یا سیکرٹری اسمبلی ہیں، کم از کم اتنا تو wait routine کرائیں۔ یہ routine ہے اس سے پچھلا سیشن بھی ایسے چلا، اس سے پچھلا سیشن بھی ایسے چلا۔ ذرا وقت کی پابندی کریں، چاہے آپ ہوں، چاہے ہم ہوں، چاہے وہ سیکرٹری صاحب ہوں، چاہے وہ ارکان ہوں، چاہے وہ منسٹر صاحبان ہوں جو بھی ہوں، اجلاس وقت پر شروع کریں۔ یہ بھی دس بجے جا کر کے ختم ہوگا۔ اگر late شروع کرنا ہے تو time یا late ہے تو بھی ادا کر کر دیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ جی شکریہ۔ جی احسان شاہ صاحب!

سید احسان شاہ: جناب چیئرمین صاحب! میں زادری کی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابھی الحمد للہ یہ میری پانچویں اسمبلی ہے لیکن میں معدرت کے ساتھ کہوں گا، بعد میں میرے یہ الفاظ پیش کریں آپ expunge ہونے چاہئیں کہ اتنی بے تو قیر اسمبلی جو یہ ہے میں نے کبھی نہیں دیکھی ہے۔ اپوزیشن پیغماں والے ہمیشہ اسمبلی کی تو قیر کی باتیں تو فلور پر ضرور کرتے ہیں لیکن اسمبلی کی تو قیر کا یہ عالم ہے کہ

آئے بیٹھے ہیں اپنے چیئر میں اور time پر یہاں نہیں آتے۔ حکومتی پنچر کا یہ حال ہے جناب والا! کہا بھی ہم یہ تین بندے موجود ہیں باقی معلوم نہیں کہاں ہیں۔

جناب چیئر میں: صحیح ہے۔

سید احسان شاہ: جان جمالی صاحب کے ساتھ یہ چار ممبر زہم موجود ہیں۔ جناب! اسمبلی کے اجلاس کے لیے لوگوں کے لیکسوس کے پیسے ہم پر خرچ ہوتے ہیں۔ وہ پیسے ہم ضائع کر رہے ہیں لوگوں پر خرچ نہیں ہو رہے ہیں اس اسمبلی کے اجلاس میں اور اس کی کارروائی کے حوالے سے۔ اتنا جناب گیا گزر اور یہ ہم بلوچستان کے cream یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے کہ چار بجے کا اجلاس ابھی سوا چھنچ رہے ہیں۔ معدرت کے ساتھ جناب چیئر میں۔

جناب چیئر میں: جی بالکل یہ ہماری اجتماعی بے حصی کا ایک معاملہ ہے ایک روایت بنا دی گئی ہے، بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ time کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

جناب نکھی شام لعل: یہ اجتماعی نہیں ہے یہ صرف گورنمنٹ کی طرف سے ہے۔ ہم تو ہمیشہ آجاتے ہیں مگر گورنمنٹ کا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ تو ذمہ داری گورنمنٹ کی ہے اپنے کورم کو پورا کرنا۔ جبکہ ہم لوگ آتے ہیں گورنمنٹ والے نہیں ہوتے اس طرح اسکوں میں بھی نہیں ہوتا جب کہ یہاں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئر میں: نہیں یہ صرف اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہر جگہ پر timing کے حوالے سے یہ ہماری ایک۔۔۔ (مداخلت)

میریونس عزیز زہری: اجلاس ختم کر دیں۔ آپ اجلاس time پر شروع کریں، چار بجے کا ٹائم دیتے سوا چھ بجے شروع کرتے ہیں۔

جناب چیئر میں: انشاء اللہ آئندہ اس طرح نہیں ہوگا۔

میریونس عزیز زہری: دو ڈھانی گھنٹے کی تاخیر سے۔ جناب! اس میں قصور کس کا ہے۔ پھر بھی اپوزیشن کا قصور ہے؟

جناب چیئر میں: نہیں نہیں، کسی کا نہیں یہ ہم سب کا ہے، ہمارا معاشرتی رو یا اس طرح ہے۔

میریونس عزیز زہری: نہیں سب کا نہیں ہونا چاہیے نا۔ یہاں اسمبلی ہے، اس کا کوئی طریقہ کارہونا چاہیے۔

سید احسان شاہ: ان کو چاہیے کہ وہ ٹھیک وقت پر House کے اندر آئیں۔ چار بجے اگر میں آکے چیئر میں بیٹھا ہوں، House میں نہیں آ رہا ہوں۔ چار بجے اپوزیشن کے ہوں یا حکومت کے ہوں، تمام ممبر ان کو

یہاں موجود ہونا چاہیے۔ اسمبلی کے اندر ہیں لیکن ہال میں نہیں آتے۔

میر عارف جان محمد حسني (وزیر ملکیہ مواصلات و تعمیرات): جی آئندہ کوشش کریں گے کہ time پر آنے کی، انشاء اللہ آئندہ آپ کو یہ گلہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ وقفہ سوالات۔

جناب چیئرمین: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

میر احمد نواز بلوچ: پاؤ نٹ آف آرڈر جناب اپسیکر؟

جناب چیئرمین: ایک منٹ سوالات لے لیں اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے احمد نواز! اُس کے بعد آپ کو دے دیں گے۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اپسیکر۔

جناب چیئرمین: جی۔

قائد حزب اختلاف: احسان شاہ صاحب کی بات کی میں تائید کرتا ہوں۔ تمام اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ time پر آئیں۔ اور Chair سے بھی میں یہی موقع رکھوں گا کہ وہ آئندہ کے لیے اجلاس کے حوالے سے اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں گے۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ، انشاء اللہ۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! میں اب یہ ایک کمیونٹی اسکول ٹیچرز جو 2007ء سے کنٹریکٹ پر appointed ہیں۔ بارہاں کی سمری گئی ہے، ابھی بھی شاید وہ احتجاج پر ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ اگر ہم نئی ملازمتیں provide کرنے کی بات کرتے ہیں اور جو 2007ء سے لگے ہیں، ان کو ہم terminate کرتے ہیں ختم کرتے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں انتہائی ظلم ہو گا۔ اسی طرح PHE میں فلٹر پلانٹ آپریٹر یہ 2008ء کافی عرصے سے کوئی صاف پانی فراہم کر رہے ہیں اور مختلف علاقوں کو۔ لیکن ان کو بھی کنٹریکٹ پر رکھا جا رہا ہے۔ بارہاں کی سمری بھی گئی ہے۔ اور ان کی کوئی بات آگے نہ سنی جاتی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ریڈ یو پاکستان میں بلوچستان کے 30 ملاز میں ہیں، unfortunately دس سال انہوں نے کنٹریکٹ پر کام کیا، 20 اکتوبر 2020ء کو انکونو کریوں سے نکلا ہے۔ اب اس عمر میں وہ اپنے بچوں کا اپنے مستقبل کا کیا کریں گے، اپنے معاش کا کیا طریقہ کارنکا لیں گے۔ تو یہ تمام ایسی باتیں ہیں کہ جس سے ہو ایک بُرا اثر حکومت اور یہ اس اسمبلی پر بھی پڑتا ہے کہ ہم ان کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے لیے آواز

بلند نہیں کرتے ہیں۔ اور یہ اپنا جو طریقہ کار ہے حکومت کا اور ان لوگوں کا۔ ان کی زندگیاں اب کسی کام کی نہیں رہیں، 2007ء یا 2008ء سے لوگ اگر appoint ہوتے ہیں تو اب سارے over age ملازمت کر سکتے ہیں نہ کوئی دوسرا کام کر سکتے ہیں۔ تو ان کی اس ابتصر تعالیٰ کو منظر رکھا جائے، یہ میری گزارش ہے۔ thank you

جناب چیئرمین: ok۔ شکریہ۔

میراختر حسین لانگو: point of order جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دو تین اجلاسوں میں بھی ہم نے ان کا ذکر کیا کہ کوئی کے حالات کو دانستہ طور پر خراب کیا جا رہا ہے۔ پرسوں سے جناب والا! ہماری پارٹی کے ایک دوست ہیں ٹکری بہادر علی، ان کو بائی پاس سے آپ کی constituency سے جناب والا! ان غوا کیا گیا ہے۔ تین دنوں سے لوگ strike پر بیٹھے ہیں۔ آپ سمیت جو اس constituency کے منتخب نمائندے بھی ہیں اور اس پوری حکومتی پیپر کی طرف سے ہم دونوں سے ان کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آج دن تک کسی نے آکے تسلی اور تشفی کے دو الفاظ بھی ان سے نہیں کہے۔ اور جناب والا! میں یہ بات اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ پولیس اس وقت کہاں تھی کہ سادہ گاڑی میں، سادہ یونیفارم سول کپڑوں میں کلاشیفیوں کے ساتھ لوگ آتے ہیں اور دن دیہاڑے ایک معزز شخص جو اپنی قوم کے ٹکری بھی ہیں، اپنی قوم کے دستار کا مالک بھی ہیں، ایک معبر انسان ہیں، ان کو آکے وہاں سے گن پوانٹ پر گاڑی میں ڈال کے لے جاتے ہیں۔ اس طرف سے بھی FC کی چیک پوسٹ پچاس قدم کے فاصلے پر ہے اور اس طرف سے بھی، دونوں چیک پوسٹوں کی بیچ میں FC کے ساتھ پولیس والے بھی وہاں کھڑے ہیں۔ ان کے بیچ سے ان کو اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور حکومت اس حد تک بے حس ہو چکی ہے کہ نہ حکومت، نہ کوئی منتخب نمائندہ، نہ کوئی حکومتی ذمہ دار آفیسر، نہ کوئی اور آج تک وہاں ان کے پاس کوئی گیا بھی نہیں ہے۔ اگر کسی کو بھجوایا تو علاقے کا جو متعلقہ تھا نہ ہے اُس کا SHO آیا ہے یا اسٹرنٹ کمشن وہ آیا ہے وہاں ان سے request کر رہے ہیں کہ آپ لوگ اُٹھیں۔ جب رات دیر تک ان کی request پرو ہو نہیں اُٹھے ”کہ کوئی ذمہ دار شخص آکے ہمیں کوئی یقین دہانی اور ہمارے ساتھ کوئی وعدہ وعید کریں، پھر ہم یہاں سے اُٹھیں گے“ تو جناب والا! پھر دھمکیوں threats کا یہ سلسہ شروع ہوا۔ ایگل فورس جس کے حوالے سے ہم نے 20 دفعہ یہاں سوالات اٹھائے، اُس ایگل فورس کے جوانوں نے اُن پسٹلز تھان لیئے۔ اُن کو بندوقیں دکھا کر ڈرانے کی کوشش کی گئی۔ تو جناب والا! ہم کسی جنگل کے قانون میں رہ رہے ہیں۔ یہ معاشرہ ہے یہ ایک ریاست ہے یا

یہاں کوئی جنگل کا قانون نافذ ہے کہ جس کا دل کرے وہ لوگوں کو انغوکر کے لے جائیں، جس کا دل کرے ”وڈھ بازار“ میں تاجریوں کو گولی مار دیں۔ جس کا دل کرے کہ وہ ”ساروں“ میں ٹرکوں سے بھتے کی وصولی کے لیے گولیاں برسائیں۔ تو جناب والا! میں یہ صحبتا ہوں کہ آج وہاں عورتیں، مرد، بچے بوڑھے جو احتجاج پر بیٹھے ہیں اُس کی ذمہ دار یہ موجودہ حکومت ہے اس کی وہ ناقص پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے آج بلوچستان میں، کوئی میں کافی عرصے کے ایک سکون کے بعد آج پھر حالات یہاں پہنچ گئے ہیں کہ لوگ دوبارہ وہاں سڑکوں پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ صحبتا ہوں کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اُس بندے کو فی الفور، جس کے پاس بھی ہے، اُن سے رابطہ کر کے اُن کو بازیاب کروائیں۔ نہیں تو بلوچستان نیشنل پارٹی یعنی محفوظ رکھتی ہے کہ ہم پورے بلوچستان میں جتنے RCD روڈز ہم پورے بلوچستان میں پہیہ جام کی کال دے کے پورے بلوچستان کا پہیہ جام کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ احمد نواز صاحب اُس پر بات کر لیں احمد نواز! چونکہ میرے حلقة کا ہے تکری

صاحب۔ ایک منٹ احمد نواز، دو تین نہیں اسی سے متعلق میں پوچھ لوں ہوم منستر صاحب۔ جی احمد نواز صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! بالکل اختر حسین لانگو صاحب نے جو آج توجہ دلائی ہمارے ایوان میں، میں بھی اسی مسئلے پر اس میں تھوڑا اضافہ کروں۔ جناب چیئرمین! تین دن سے وہ آپ ہی کا حلقة ہے اور اُس میں خواتین اور بچے اس شدید گرمی میں وہاں بیٹھے ہیں جو انکے سفید ریش ٹکری بہادر کھیازی کی صاحب کو اٹھا کر، پرسوں 11:00 بجے جب وہ اپنی دکان میں بیٹھے تھے اُن کو وہاں سے انغوکیا گیا، سفید و یگو میں سفید کپڑوں میں چند نقاب پوش لوگ آئے اُن کو اٹھا کر لے گئے۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب سب تھانوں میں ہم نے ڈھونڈا وہ نہیں ملا۔ تو اُن کے لواحقین نے احتجاج کا راستہ اختیار کیا ہے جو جہوری طریقہ ہے وہاں وہ بیٹھے ہیں۔ آج تیسرا دن ہے۔ حکومتی سائیڈ سے کوئی بھی وہاں نہیں گیا ہے۔ اور ایک AC آتا ہے، ایگل اسکواڈ والے آتے اُن کو ڈھمکیاں دیتے ہیں۔ متعلقہ تھانے کا SHO اُن کو ڈھمکیاں دے رہا ہے۔ تو ہم اسے میں کے اجلاس میں یہ توجہ پورے ایوان کا وہاں اگر حکومتی ظاہر ہمارے ضیاء صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایک نشست کر لیں اُن کے ساتھ آپ بھی ظاہر ہے آپ کا حلقة ہے چیئرمین خالق صاحب ہیں یا ممبران میں کوئی آپ ایک کمیٹی بنا کیں تاکہ اُن تک بھیجے اُن کے مطالبات سنیں۔ اس کے علاوہ جناب چیئرمین! آج گولی مار چوک پر ایک ڈاکٹر مراد بی بی جو اپنے ہسپتال جا رہی تھی تو صبح وہاں روڈ پر رش ہونے کی وجہ سے اُس کی گاڑی کو کسی ہیوی گاڑی نے ٹکر مار دی تو وہ گاڑی سے اتر کر وہاں کھڑے سپاہی جو ٹریک پلیس سے اُس کا تعلق تھا اُس کو

انہوں نے مدد کے لیے طلب کیا۔ جناب چیئرمین! تو وہ بجائے ان کو مدد دیتے اُس نے ان کو تھپٹر مار دی یہ بلوچستان کی روایات میں پہلی دفعہ ایسا واقعہ ہوا ہے، ہماری خواتین ممبران بھی یہاں بیٹھی ہوئی ہیں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس واقعہ کے خلاف وہ بھی بولیں۔ کیونکہ اُس کے خلاف پھر میں پہنچ گیا SP ۶ فس میں وہ خاتون بھی پہنچ گئی تھیں تو وہ جو سعیدنا می خپڑ ہے اُس کو SP صاحب نے موقع پر معطل بھی کر دیا اور اُس کو میرے خیال 7 دن کے اندر اندر رپورٹ پیش کرنے کا بھی کہا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ وزیر داخلہ کے نوٹس میں بھی ہوا ورنہ جو خواتین ہماری بیٹھی ہوئی ہیں وہ بھی اُس مظلوم ڈاکٹر کے لیے آواز اٹھائیں۔ اور اس مسئلے کو آگے لے جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: کارروائی کی طرف جاتے ہیں لیکن اُس سے پہلے ایک منٹ پہلے ہی یہ تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ جی۔

محترمہ شکریہ نوید قادری: جناب چیئرمین! میں بہادر خان کھیازی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں یہ۔ تین دن سے خواتین سراپا احتجاج ہیں، تمام فیملی بچوں کے ساتھ بیٹھی ہیں، پرسوں رات بھی دو بجے تک میں ان کے ساتھ تھی۔ کل میں نے ہوم منٹر کے ساتھ میٹنگ بھی کی اس حوالے سے اور ان کے نوٹس میں بھی یہ بات ہم لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور اسٹینٹ کمشنر صاحب کے ساتھ بھی ہم نے میٹنگ کی۔ تو اب تک جو اس پر پیشرفت ہوئی ہے میرے خیال ہے ہمیں منٹر صاحب بہتر بتاسکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نوٹس میں کل ہماری میٹنگ میں یہ بات آئی تھی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اچھا! نصر اللہ! اس میں دو باتیں ہیں ذرا اس کاموں قف سنیں۔ جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! میں اپنی پارٹی کا موقف دینا چاہتا تھا اگر آپ مجھے اجازت دی دیں۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! ایسا ہے کہ یہ جو واقعہ ہے یہ جو بہادر علی کھیازی کا مسئلہ ہے ان کو انگو کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس House میں ہم نے گزشتہ ڈپٹی ہتھیں سال میں ان مسلح گروپوں، ان سماج و شمن عناصر، یہ جو سرکار کے پالے ہوئے لوگ ہیں جن کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں، جن کے پاس اسلحہ ہے۔ جن سے پوچھنے والا! کوئی نہیں ہوتا۔ آپ گواہ ہیں کہ اس House میں ہم نے بارہا کہا ہے۔ وہ لوگوں promote کرتے ہیں، لوگوں کو انگو کیا جاتا ہے۔ قاعہ سیف اللہ میں اُس دن ایک سرف گاڑی میں

مولوی غلام بنی صاحب کو اٹھایا، بعد میں جب لوگ پکڑا گئے تو ان کے پاس واکی ٹاکی تھی کالی ٹوپیاں پہنی تھیں۔ ان کے پاس کلاشکوف تھے۔ یہاں سے گئے کوئی سے قلعہ سیف اللہ تک۔ انہیں کسی نے نہیں پوچھا کیا یہاں چیک پوسٹ نہیں ہے یہاں FC ہے پورا صوبہ FC نے لیا ہے لیویز ہے۔ جناب چیئرمین! ان مسلح گروپوں کے خلاف کس نے آواز اٹھائی؟ بہادر علی کھیازی کو بھی تک، تین دن سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج آپ کی بلیلی چیک پوسٹ پورا دن وہاں دھرنا جاری تھا، چمن میں جودھا کہ ہوا، جس میں 7 افراد شہید ہوئے، جمعیت نظریاتی والوں نے پورا دن وہاں احتجاج کیا۔ کیا وزیر داغلہ صاحب ان کے پاس گئے؟ کیا سیکرٹری داخلہ صاحب گئے، کوئی حکومتی عہد بدار گیا؟ جو احتجاج کر رہے تھے، دھرنا دے دیں۔ ہمارے پاس تو یہی دھرنا آواز اٹھانا۔ لیکن حکومت سوئی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک جانب مبذول کر داتا ہوں۔ وزیر اعظم صاحب آئے کیم جون کو زیارت، زیارت میں انہوں نے کیا دیا؟ ایک ایک اعلان نہیں کیا۔ یہ میرے پاس جناب! یہاں زیارت کے MPA صاحب کی 31 میگی کی تقریر پڑی ہوئی ہے۔ اتنی لمبی چوڑی تقریر، انہوں نے وزیر اعظم سے وزیر اعظم کی اتنی تعریفیں کی ہیں۔ لیکن وزیر اعظم زیارت آئے وہاں لوگوں کو انہوں نے تکلیف دی۔ دو دن زیارت بازار بند رہا۔ اور لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔ زیارت کے عوام دربار پھر رہے تھے۔

جناب چیئرمین: نصراللہ صاحب! صحیح ہے، آپ باقاعدہ mix کر رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب وزیر اعظم سے توقع تھی۔ یہ ٹھیک ہے منظر توقع کر رہے تھے کہ جنوبی بلوچستان کیلئے چھکھرب روپے کا اعلان کیا تھا۔ الہاشمالی پشوون علاقوں کیلئے بھی وہ اعلان کر رہے ہیں۔ اس نے ایک پیسہ اعلان نہیں کیا ہے۔ وہ بیچارے ہاتھ ملتے رہے۔ پشتون میں ایک ضرب المثل ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کاموٰ قف آگیا آپ بیٹھ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: لیکن میں بیان نہیں کر سکا۔

جناب چیئرمین: نصراللہ زیرے صاحب! آپ کاموٰ قف آگیا ہے آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداغلت)

جناب نصراللہ خان زیری: وہ بیچارہ آج غائب ہے۔ تو وزیر اعظم آئے، انہوں نے زیارت کے عوام کو تکلیف پہنچائی۔ زیارت کے عوام کے خلاف سازش کی، زیارت کی میونسل کمیٹی کی حدود کو کم کیا۔

جناب چیئرمین: آپ mix کر رہے ہیں۔ کس پوائنٹ پر اٹھے تھے کس پوائنٹ پر لے آیا۔

جناب نصراللہ خان زیری: زیارت کو وہ چھاؤنی میں تبدیل کر رہے ہیں۔ زیارت کے پلک پوائنٹ،

پارک کو۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آگیا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ ہے وزیر اعظم، اس سلیکٹیڈ وزیر اعظم نے زیارت کے عوام کو۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ نصراللہ زیرے صاحب، پلیز بیٹھ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! آپ مجھے سنیں، اچھا! ان کو یہ بھی پتہ نہیں تھا انہوں نے کہا ”کہ مجھے لگ رہا ہے زیارت میں سردی ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب چیئرمین: نصراللہ زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اور وہاں وہ کہہ رہے تھے ”کہ میں ایل پی جی دوں گا“، صرف ایل پی جی کا انہوں نے کہا باتی ایک پیسہ کا بھی اعلان نہیں کیا۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب چیئرمین: بس کریں، بیٹھ جائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! وہاں پہلے سے گیس موجود ہے۔ وزیر اعظم کو یہ بھی پتہ نہیں ہے۔ اس نے وہاں پر پشتوں عوام کے خلاف سازش کی، یہ ہے آپ کا وزیر اعظم۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں، ہوم منستر صاحب۔۔۔ (مداخلت۔شور) زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) order in the House please

جناب نصراللہ خان زیرے: ان کوڈوب کے مرننا چاہیے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب چیئرمین: مبین خلجی صاحب بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) پلیز بیٹھ جائیں۔ ایک منٹ ذرا مؤقت سیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) order in the house please

جناب نصراللہ خان زیرے: اس کے وزیر اعظم نے تو وہاں کچھ نہیں دیا اور عوام کو صرف تکلیف پہنچائی۔

جناب چیئرمین: مبین خلجی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ بہت شکریہ دوںوں کا۔ بہت شکریہ۔ ایک منٹ میں مؤقت سنو۔ جی تکری بہادر کھیاڑی صاحب ہمارے حلقات کے ہیں، تین دن سے باہی پاس بند ہے۔ ہوم منستر صاحب! ذرا اس کے حوالے سے اور گولیمارچوک کا جو پوائنٹ اٹھایا تھا اس حوالے سے آپ مؤقت دے دیں اس موضوع پر آپ کی پارٹی کا مؤقت آگیا ہے تین ممبروں نے اس پر بات کی ہے۔ آپ ذرا ان کو سنیں۔ جی آپ پہلے یہ بات سنیں تکری کھیاڑی صاحب اور گولیمارچوک کا جو واقعہ ہوا ہے اس پر آپ لوگوں نے کیا کیا ہے؟

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر یحکمہ داخلہ و قائمی امور و پذی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب چیئرمین! دوستوں نے، بہت اہم مسئلے پر پوچھت آف آرڈر پر بات کی ہے، لیکن باقیں کچھ حقیقت سے ہٹ کر بھی ہیں۔ ہر چیز کو politicise کیا جاتا ہے اس کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ جو بھی کرامہ ہوتا ہے جو بھی جرم ہو، وہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کا سدباب کرے اور اس کی روک تھام کیلئے۔ تو پرسوں یہ واقعہ پیش آیا، رات کو شکلی نوید صاحب نے مجھے فون کیا کہ یہ اسٹرائیک چل رہی ہے، تو میں نے ان کیسا تھہ میٹنگ اگلے دن کیلئے سیٹ کیا۔ اور اے سی ایس ہوم کو بلایا۔ تو اس کیلئے ہم نے تمام اپنی انتیلی جنس ایجنسیز، پولیس کو سب کو ہدایات جاری کیے ہیں کہ اس کی بازیابی بالکل حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت کا فرض بنتا ہے کہ جو شہری انہوں نے اس کو بازیاب کرے۔ اور اس کے پیچھے جو عناصر ہیں ان کو بھی دیکھ لیں۔ تو ہماری پولیس اور ہمارے انتیلی جنس ادارے اس پر گلے ہوئے ہیں، انشاء اللہ ہم جلد اس ٹکری صاحب کو بازیاب کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات۔

جناب چیئرمین: نصر اللہ زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔ یہ سوالات ہو جائیں اس کے بعد میں آپ کو فوراً دو نگا شاء بھائی! میں دے دوں گا۔ صرف سوالات ہو جائیں اس کے بعد۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب! یہ important personal explanation ہے۔

Please give me five minutes.

جناب چیئرمین: نہیں سوالات کے بعد دوں گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوالات کے بعد۔

جناب چیئرمین: دونوں کو فوراً دو نگا شاء بھائی! میں دے دوں گا۔ صاحب! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے جناب چیئرمین

صاحب! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ request!

جناب چیئرمین: جی خلیل جارج صاحب بتائیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکر یہ جناب چیئرمین صاحب! جناب چیئرمین! قاعدہ 177 کے تحت میں اپنی personal explanation کا حق رکھتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! جس طرح آج دونوں طرف

سے باقی ہو رہی ہیں، الزامات لگ رہے ہیں، ہمیشہ ایوان کو مچھلی بازار بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح 31 مئی کو جناب چیئرمین صاحب! مئی نے اپنے قائدِ جام کمال صاحب کی بات کی۔ اور مئی نے کوئی غلط بات نہیں کی اپوزیشن والے بھائیوں سے۔ انہوں نے جناب اسپیکر کہا کہ یہ اسمبلی selected ہے۔ تو مئی نے کہا اگر یہ اسمبلی selected ہے تو آپ انتعفی دے کے چلے جائیں۔ آپ selected اسمبلی میں کیوں بیٹھے ہیں؟ تو اس پر جناب معزز رکن صاحب نے مجھ سے کہا ”کہ آپ خیراتی سیٹوں پر آتے ہیں“۔ جناب اسپیکر!۔۔۔ محترمہ بشری رند: ہمارا بھی استحقاق محروح ہوتا ہے کیونکہ ان سیٹوں پر ہم بھی بیٹھے ہیں ان کے اپنے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ بیٹھ جائیں ان کو بات کرنے دیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب چیئرمین صاحب! اگر ہم خیراتی ہیں، تو جب پاکستان بن رہا تھا، اُس وقت پنجاب اسمبلی میں ایس پی سٹکھا صاحب نے ووٹ دیا۔ آج مجھے بتائیں کہ ہم اس ایس پی سٹکھا جس نے پنجاب کو پاکستان کا حصہ بنایا، ہم اُس کو بھی سلیکٹیڈ اور خیراتی سمجھیں؟ اور یہ معزز رکن ہمیں بتائیں کہ آیا ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، ادھر جتنے بھی ممبر بیٹھے ہیں۔ چاہے وہ اپوزیشن سے ہوں چاہے وہ اقتدار سے ہوں۔ اقلیتوں نے ہر ممبر کو ووٹ دیا ہے۔ اگر ہم خیراتی ہیں، سلیکٹیڈ ہیں، تو پھر اگر ہمارے عوام نے ان کو ووٹ دیا، تو کون خیراتی اور سلیکٹیڈ ہوا؟ نمبر دو جناب چیئرمین صاحب! مئی اس ایوان کا رکن ہوں، جتنا حصہ ادھر اپوزیشن کا ہے، اُتنا ہی میرا ہے۔ اگر ہمیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خیراتی ہیں سلیکٹیڈ ہیں۔ تو آج مئیں کہتا ہوں ہمیں جدا گانہ انتخاب دے دیں۔ اور جدا گانہ دینے کے بعد یہ بھی اپنے جو تے اسمبلی میں چھوڑ دیں۔ اور مئیں بھی اپنے جو تے اسمبلی میں چھوڑوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ کون آ کے پہنتا ہے۔ اس کیلئے میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ ہم سب بڑے ہیں۔ لیکن اقلیتوں کا استحقاق محروح ہوا ہے۔ یہ بات پوری دنیا میں پہنچی ہے۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ ہمارے محترم اختر حسین صاحب نے جو بات کی ہے، اُس پر پوری قوم سراپا احتیاج ہے۔ مئی نے روکا ہوا ہے کیونکہ یہ میری بات نہیں ہے، شاید مجھے حقیر سمجھا جائے، شاید مجھے خیراتی سمجھا جائے، لیکن میری قوم کا استحقاق محروح ہوا ہے۔ جس پر مئیں احتجاجاً وَاك آؤٹ کر رہا ہوں اور مئیں آج دیکھتا ہوں کہ اقلیتوں کیسا تھوکون ہے جو ہمارے ساتھ وَاك آؤٹ کرتا ہے۔ بہت شکر یہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے حکومتی اطلاعات: واک آؤٹ کریں گے، کیونکہ ہم بھی انہی سیٹوں پر بیٹھے ہیں اور آئین کے مطابق ہم as a Member select ہوئے ہیں۔

جناب چیر میں: جتنے بھی ارکان ہیں اسمبلی میں، یہ سب برابر ہیں، اس طرح کی باتیں اس مقدس ایوان کو زیب نہیں دیتیں، جب بھی بات کی جاتی ہے تو ایوان کا جو تقدس ہے جو تقریب ہے جو عزت ہے اُس کا ہر لفاظ سے خیال رکھا جانا چاہیے۔ جی آپ بھی بتادیں لیکن تھوڑا سا مختصر۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیر میں صاحب۔ خلیل جارج صاحب واک آؤٹ کر چلے گئے وہ ہمارے بھائی ہیں اس معزز اسمبلی کے خلیل جارج بھٹو، وہ یہاں سے واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں، بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ انسان ہے، ہم سب برابری کی بنیاد پر مذہب رنگ، نسل کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ وہ اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران تلخی، بُرثشی ہوتی رہتی ہے۔ الفاظ ایک دوسرے کو کہے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کسی قوم، کسی مذہب، کسی رنگ کسی نسل کی تضییک اور تو ہیں ہوتی ہے۔ لہذا اسمبلی کے اندر ہونے والی بات کو نہ تو اس طرح کارنگ دیا جائے، اگر ان کی دل آزاری ہوتی ہے، میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے اُن سے مغذرت کرتا ہوں۔ دیکھیں! میری بات سنیں۔ ہمارے دل بڑے ہیں۔ ہم اپنے کسی معمولی چواہے سے بھی اس وقت مغذرت کرتے ہیں کہ بلوچستان میں جو ظلم اُن کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جناب چیر میں: اختر صاحب اور اصغر صاحب! آپ دونوں جائیں ان کو منا کے لے آئیں وہ بھی ہمارے colleague ہیں۔ جی شاء بھائی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: دوست اُن کو لے آئیں گے میں اپنی کچھ باتیں کر لوں۔

جناب چیر میں: جی جب تک وہ آئی گے آپ باتیں کر لیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب چیر میں! گزشتہ تقریباً چار پانچ دنوں سے جس طرح کے عوامی نویعت کے مسائل آپ کے سامنے آ رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اسی میں یہ تلخی اور تلخی کی وجہات کیا ہیں آج آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں بلوچستان کو چھوڑیں کوئی کسی بھی شاہراہ چاہے وہ مشرقی بائی پاس ہو یا مغربی بائی پاس ہو چاہے وہ بیلی ہو چاہے وہ سریاب مل کا علاقہ ہو آپ کسی بھی جگہ کا نام لے لیں آپ کو سوائے احتجاج کے ٹائر جلانے کے حکومت کو بد دعا میں دینے کے مائیں، بہنیں دوپٹہ اتار کر حکومت کو برابلا کہہ رہی ہوتی ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ ہمیں ان سے بھی مغذرت کرنا چاہیے۔ جناب والا! 2021ء کے پہلے ایک سو بیس دن میں بلوچستان میں بدمانی کے ایک سو 80 واقعات ہوئے ہیں۔ آپ ان ایک سو بیس دن میں کوئی ایسا دن مجھے بتائیں جس میں دو سے تین بدمانی کے واقعات نہ ہوئے ہوں۔ انگوں نہیں ہو رہے ہیں صحافیوں کا قتل نہیں ہو رہا۔ ملکری کھیازی ہمارا دوست ہیں ان کا جو اغوا ہے وہاں خواتین کا احتجاج ہے۔ بلوچستان ایک دفعہ پھر جناب والا! بلوچستان

Balochistan is constantly and continuously emerging
بلوچستان ڈوبتا جا رہا ہے بلوچستان کا سیاسی اور معاشری استحکام داؤ پر لگا ہوا ہے بلوچستان کا انتظامی syncing
استحکام داؤ پر لگا ہوا ہے بلوچستان کے عوام کی قسمت داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ تین سالوں کے اندر دوسارب روپے لپس ہوئے ہیں۔ کیسے اس صوبے میں امن آئے گا؟ یہ جو سڑکوں پر احتجاج کرتے ہوئے لوگ ہیں یہ غلط حکمرانی کی وجہ سے جناب والا۔ وزیر اعلیٰ صاحب بیان دیتے ہیں کہ چالیس ارب روپے لپس ہوئے ہیں یہ اپوزیشن کی وجہ سے۔ نہیں جناب والا! آپ کی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے آپ کی بد نیتی کی وجہ سے آپ کی بغض کی وجہ سے آپ کی ان علاقوں سے نفرت کے حوالے سے آپ کی انسانوں میں تناولت اور تفریق کے حوالے سے، دوسارب روپے اس غریب صوبے کے تین سالوں میں اگر خرچ ہوتے ہیں سینتیس ڈسٹرکٹس ہیں ہمارے average۔ جناب والا! ہر ڈسٹرکٹ کے پانچ سے چھارب روپے کا فنڈ لپس ہوا ہے۔ یہ کس نے کروایا ہے؟ ہمارے پاس تو اس کاغذ سے زیادہ کا اختیار نہیں ہے اگر ہمارے اپوزیشن کے پاس اتنا اختیار ہوتا تو جناب والا ہم ضرور اس کے جواب دہ ہوتے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اور ہم نقطے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ گزشتہ تین سالوں میں بلوچستان کی تعلیم کی شرح دیکھیں! اگر یہ کہتے ہیں کہ جی بلوچستان میں اپوزیشن کی وجہ سے۔۔۔

جناب چیئرمین: Order in the House

جناب شاء اللہ بلوچ: اپوزیشن کی وجہ سے بلوچستان میں میرا اپنا حلقة خاران میں میں ایک سال سے منت کر رہا ہوں جناب والا! دو کروڑ روپے کی ایک اسکیم پی انجی ای کی نوماہ سے چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں پڑی ہوئی ہے جس میں چالیس بیچارے گاؤں دیبا توں کو غریبوں کے لئے پانی کی میکیاں بنانی ہیں۔ میری ڈیم کی اسکیمات کو ہم تو منتیں کرتے ہیں پھر بھی ہم کوئی فوج کوئی توار اٹھا کے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف نہیں گئے کہ ہم نے آپ کو لاری جھگڑے میں مصروف رکھا اور آپ کام نہیں کر سکے۔ ہاں! یہ ہمارا جائز ہے ہر فرم پر ہم بولتے رہے ہیں بلوچستان ہمارا وطن ہے بلوچستان جل رہا ہے بلوچستان کو ایک دفعہ پھر خون خرابے کی طرف دھکلیا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں جواس کی دولت ہے، اس کی رسیورسز ہیں وہ بلوچستان کے عوام پر خرچ نہیں ہو رہے ہیں۔ خاران میرا علاقہ ہے آج میں شرمندہ ہوں ان تینوں سالوں میں پورے پاکستان میں ترقی کا عمل رک گیا ہے۔ لیکن میں آپ کو حلفیہ بتاؤں گا۔ تین سالوں میں بلوچستان میں تیس سال کی پسمندگی دیکھی ہے۔ یہ تین سال میں جو سست راوی جو حکمرانی کے غلط طریقہ کارجوے انصافی، بد نیتی، بعض بلوچستان میں تین سال سے

جاری ہے جناب والا! تمیں سال بلوچستان پیچھے چلا گیا ہے۔ کون لائے گا اس کو لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاء بلوج بھی قصور وار ہے اس لئے کہ میں ممبر ہوں منتخب ممبر ہوں لیکن ان کو پتہ نہیں ہے بلوچستان کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ بلوچستان کی ماڈل کی آنکھوں میں آنسوانے والے حکمران کوئی اور ہیں۔ بلوچستان کے نوجوانوں سے نان شبیہ اور نوالہ چھینے والے کوئی اور ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ conclude کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: سرحدوں کو بند کر کے بارڈروں کو بند کر کے زمادگاریوں کے نوجوانوں کو خود کشیوں پر مجبور کرنے والے کوئی اور ہیں آج میری ماں بہنوں کو بوری روڑ پر ایک دفعہ جس طرح ہزارہ برادری کی خواتین اور نوجوان جماعتیں آج ماتم ہمارے لوگوں کا بھی لگا ہوا ہے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سریاب میں لگا ہوا ہے گوادر میں آپ کے سی پیک کا جھومر ہے آپ کہتے ہیں کہ ہمارے ماتے کا جھومر ہے گوادر کے ایک سٹیڈیم کی ہر طرف سے تصور یں لیکر پوری دنیا میں دکھاتے ہیں، دکھائیں اُن باپر دہ بلوج عورتوں کو جو گوادر میں بیٹھی ہوئی ہیں بھلی اور پانی کے لئے ترس رہی ہیں۔ دکھائیں اُن بیکتے ہوئے بچوں کو جو 48 سینٹی گریڈ میں بھلی سے محروم ہیں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے بلوچستان میں بھلی نہیں ہے۔ خاران سے لیکر ژوب تک، لوگ ہمیں جواب دہ سمجھتے ہیں اور ہم ایسے ظالموں کے ساتھ پھنس گئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوج: سوائے بلوچستان کے پیلپس کرنے کے ان کو کچھ نہیں آتا۔ تاریخ میں ایسا جرم ایسا فلم بلوچستان کے ساتھ کسی بھی ایمانداری سے غیر مسلم طاقت نے بھی نہیں کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین: conclude کر لیں شاء بھائی۔

جناب شاء اللہ بلوج: اور جناب والا میں آپ کو بتاؤں یہ دشمنی ہے یہ سراسر بد نیتی ہے نہ صرف میں یہ تو کہتا ہوں، کاش! صرف اپوزیشن کے لوگ پیاس سے مرتے ہیں مجھے دکھنیں ہوتا۔ یہ خاران کی اسکیمیں روکتے مجھے دکھنیں ہوتا یہ گوادر کی روکتے مجھے دکھنیں ہوتا یا کوئی کی ہماری روکتے۔ انہوں نے جناب والا! اپنی اتنی بغض اور بد نیتی، صالح بھوتانی صاحب تین سال سے، ایک روپیہ اسکے علاقے کے لئے خرچ نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں آپ لوگوں کے لئے۔

جناب شاء اللہ بلوج: سردار یار محمد رند کو یہ کہ یہ سارے ممبران کچھ بول سکتے ہیں کچھ نہیں بولتے ہیں میں آپ کو حلفیہ بتاؤں، بلوچستان کا پہیہ رک گیا ہے اور یہ آخري وارنگ ہے۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں بجٹ آر رہا ہے اگر

کوئی اس خوش نہیں میں ہے کہ انہوں نے ایک سال تک ایک دفعہ پھر چالیس ارب روپے لپس کئے۔ میں حلفیہ آپ کو بتاتا ہوں یہ ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں آج ہم یہ عہد کرتے ہیں اس کے بعد جناب والا! دمادِ ممت قلندر بالکل ہوگا۔

جناب چیئرمین: ok صحیح ہے، بہت شکر یہ آپ کا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: اس دفعہ اگر کسی نے اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق سیمنٹ اور سریے والی پی ایس ڈی پی بنائی۔ انہوں نے بلوچستان کے عوام کی تعلیم کے پیسے، صحت کے پیسے، روزگار کے پیسے خوشی اور خوشحالی کے پیسے جناب والا! سیمنٹ اور سریے میں لگانے کی کوشش کی جناب والا! ہم پہلی دفعہ کورٹ میں گئے ہم اسمبلیوں میں گئے اس دفعہ جناب والا! اتنا بڑا تالا CM سیکرٹریٹ کو لے گا۔

جناب چیئرمین: بہت شکر یہ آپ کا۔ صحیح ہے ok

جناب شاء اللہ بلوچ: نہ وہ بیٹھ سکیں گے نہ ہم بیٹھ سکیں گے ایسا نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: Ok thank you, thank you

جناب شاء اللہ بلوچ: کہ ایک سال سے خاران کے دو کروڑ روپے کی اسکیم خاران کے 80 کروڑ روپے کے ڈیم کی اسکیم آپ روکے اور آپ یہ سمجھیں گے کہ ادھر آپ آسانی سے حکومت کریں گے۔ نہیں جناب والا! میں خاران کے بلکت ہوئے بچوں کو لے آؤں گا CM سیکرٹریٹ کے سامنے ہم خواتین کو لے آئیں گے کوادر سے لیکر پورے بلوچستان کے تمام بے روزگار نوجوانوں کو لے آئیں گے۔ آنے والے دو سال آپ کے لئے قیامت ہوگا۔ جس کو ہم نے پہلے شرافت کے ساتھ گزارنے دیا۔ آپ ہر دفعہ سوارب ضائع کریں۔ آخر میں ایک بیان دیدیا کہ جی چالیس ارب روپے اپوزیشن کی وجہ سے لپس ہو گئے۔ بھئی مجھے چالیس دن حکومت دیدیں میں آپ کو دوسارب روپے خرچ کر کے دکھاؤ ٹگا۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے، بہت اچھا، بیٹھ جائیں، بہت شکر یہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: آپ بلوچستان میں اتنے عرصے آ کے حکمرانی تین سال سے ساری فاکلوں پر بیٹھتے ہیں مغل شاہی کی حکومت قائم کی ہوئی ہے۔ سیکرٹریز، سیکشن آفیسرز اور وزراء ڈرے ہوئے ہیں۔ میں حلفیہ بتاتا ہوں یہ بلوچستان میں مغل شاہی کی حکومت قائم کر کے آپ کب تک ہمارے اوپر یہ ظلم کرنا چاہیں گے۔ ہم عزت دار لوگ ہیں اس کے بعد اگر کسی نے ہمارے علاقے کے فنڈ زروکنے کی کوشش کی جناب چیئرمین! ہم آپ کو دوبارہ آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد برداشت کی حد میں ختم ہو گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہم نے جمہوری طریقہ، عدالتوں کا دروازہ، اسمبلیاں، قراردادیں سب کچھ پیش کئے لیکن کوئی اگر ہمارے سر پر پاؤں رکھ کے اوپر جانا چاہتا ہے تو جناب والا! وہ بھی مخنے کے بل ماتھے کے بل گرے گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ آپ کا تائم ختم ہو گیا please بیٹھ جائیں آپ کاموں قف آ گیا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہمیں ناکام کر کے ہماری جماعتوں کو، ہمارے منتخب نمائندوں کو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ عوام کے سامنے ہمارے فنڈرز روک کر، ہمارے کام روک کر آپ ہمارے ضلعوں میں یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہمیں برابرا کہیں گے۔ نہیں جناب والا! یہ آپ کی غلط فہمی ہے ہم اگر جیلوں میں بھی بیٹھ رہے ہمارے غریب عوام ہمارا ساتھ دیں گے۔ کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ بلوچستان کا پہیہ کہیں اور سے رکا ہوا ہے بلوچستان کی تقدیر میں سالوں میں اتنی خراب نہیں گئی جتنا تین سالوں میں بلوچستان کو آپ نے پیچھے دھکیل دیا۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں، بس ابھی کارروائی کی طرف جاتے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب والا! جب بلوچستان میں بدآمنی اپنی عروج پر تھی ایک سو بیس دن میں ایک سو 80 بدآمنی کے واقعات نہیں ہوئے تھے؟ یہ واقعات غلط حکمرانی کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر کوئی ابھی بھی اور جو اسیک ہولڈر زیں جو لوگ ان کی پشت پر کھڑے ہوئے ہیں ان کو بھی یہ پتہ چلا چاہیے کہ اگر آپ بلوچستان میں یہ طرز حکمرانی لیجانا چاہتے ہیں تو آپ بلوچستان کو دوزخ میں دھکیل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاء بھائی! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: آپ بلوچستان کو تکلیف اور مشکلات میں دھکیل رہے ہیں آپ بلوچستان کے ساتھ اچھائی نہیں کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: کارروائی کو تو آگے بڑھانے دیں۔ آپ نے آدھا گھنٹہ تقریر کی۔ بہت شکریہ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ مجھے امید ہے کہ آپ یہاں سے رونگ دینگے ہماری جو اسکیمات پی ایس ڈی پی میں اپوزیشن کی گزشتہ ایک سال سے روکی گئی ہیں، ان کو فی الفور بیلینز کیا جائے۔ ان کو آنے والی پی ایس ڈی پی میں reflect war-footing کیا جائے۔ مارشل پلان بنانے کے تین سال میں جو پسمندگی ہوئی ہے اس کو دوسال میں ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جناب والا! ہم ابھی بھی ان کو راستہ بتا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا صوبہ ہے۔ ہم اپنی ماڈل، بہنوں اور بھوں کو بلکتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ شرم کی بات ہے۔

سردیوں میں گیس کے لئے ہماری مائیں، بینیں دوپٹہ اتار کراحتجہ کرتی ہیں گریوں میں بھلی کے لئے دوپٹہ اتار کراحتجہ کرتی ہیں۔ جس صوبے میں دسوارب تین سال میں ضائع ہوں تو جناب والا! مجھے ڈر ہے کہ ایک دن خدا جانتا ہے کہ ننگا اور برہنہ پا ہمارے، رہ کیا گیا ہے ہمارے صوبے میں۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ آپ کاشاء اللہ بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین لیکن آپ اپنا role play کریں گے اس پر۔ thank you

جناب چیئرمین: جی جی بالکل آپ بیٹھیں میں بتاتا ہوں۔ جی نصراللہ بھائی! آپ جائیں پلیز۔ آپ تیسری مرتبہ اپنا سوال۔ جی بہت بہت شکریہ شاء بلوچ صاحب۔ وقفہ سوالات جی نصراللہ زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Question No.133 جناب چیئرمین thank you

جناب چیئرمین: جی کون جواب دے رہا ہے لوکل گورنمنٹ کا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: یہ 352 ہے نمبر غلط لکھا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: 133 ہے۔

☆ 133 جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر بلدیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

23 اپریل 2021 کو موخر شدہ

کوئٹہ شہر میں قائم فائز بریگیڈ اسٹیشن کی کل تعداد کتنی ہے اور ان میں کس قدر گاڑیاں موجود ہیں نیزان اسٹیشنز میں تعینات آفیسر ان اور اہلکاران کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گرید اور جائے تعیناتی کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر بلدیات:

میٹرو پولیٹن کار پوریشن کے فائز اسٹیشنز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- سٹی فائز اسٹیشن۔ 2- پتوں آباد فائز اسٹیشن۔ 3- زرغون فائز اسٹیشن۔ 4- عبدالحمید درانی فائز اسٹیشن۔

اس طرح کوئٹہ میں 4 فائز اسٹیشنز کام کر رہے ہیں۔ ان فائز اسٹیشنز کو دستیاب گاڑیوں کی کل تعداد 15 ہے تفصیل ذیل ہے:-

1- فائز بریگیڈ 11 عدد (فائز بریگیڈ غیر فعال ہے) 2- فائز بریگیڈ 1 عدد 3- واٹر ٹینکر 3 عدد

شعبہ فائز بریگیڈ میں تعینات آفیسر ان اہلکاران کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	ولدیت	عہدہ
-----------	-----	-------	------

B.17	چیف فارما فیسر	امیر عزہ	عبد الحق	1
B.11	فارما فیسر	علی شفا	حسین علی	2
B.8	فایر آفیسر 2	غلام نبی	عباس	3
B.07	فایر آفیسر 3 rd	جمح	رمضان علی	4
	ایضاً	قادر بخش	محمد قاسم	5
	ایضاً	سلطان علی	محمد علی	6
	ایضاً	چین علی	خیر محمد	7
	ایضاً	محمد افضل	محمد آصف	8
	ایضاً	محمد علی	خدائیداد	9
B.06	لیڈنگ فایر مین	محمد گل	احمد گل	10
	ایضاً	عبدالحیم	محمد اقبال	11
	ایضاً	سلطان محمد	سید گل شاہ	12
	ایضاً	صفدر علی	علی شیر	13
	ایضاً	گل محمد	عمردین	14
	ایضاً	غلام حسین	ساجد حسین	15
	ایضاً	قربان	ذاکر حسین	16
B.05	فایر مین	جان محمد	ذاکر حسین	17
	ایضاً	طاہر علی	علی مرد	18
	ایضاً	محمد گل	نادر خان	19
	ایضاً	الدداد	محمد جیل	20
	ایضاً	عبد الحق	محمد افضل	21
	ایضاً	ارسلان خان	محمد شاہ	22

الیضاً	محمد کریم	محمد اکرم	23
الیشاً	احمد جان	احسان اللہ	24
الیضاً	عبدالکریم	جاوید اقبال	25
الیضاً	جعہ خان	یعقوب	26
الیضاً	منظور حسین	محمد عرفان	27
الیضاً	فیروز خان	شہاب عالم	28
الیضاً	عبد الغفور	عبد الرؤوف	29
الیضاً	محمد یحییٰ	محمد ریحان	30
الیضاً	موئی	محمد علی	31
الیضاً	عیوض علی	نور علی	32
الیضاً	سید محمد	لیاقت علی	33
الیضاً	علی رحیم	عبد الخالق	34
الیضاً	فیض محمد	غلام حیدر	35
الیضاً	خان محمد	جعہ خان	36
الیضاً	عصمت علی	محمد مہدی	37
الیضاً	حیدر علی	اصغر علی	38
الیضاً	محمد امین	عبد الرزاق	39
الیضاً	محمد سعیل	محمد سعیل	40
الیضاً	محمد امین	نسیم اقبال	41
الیضاً	علی محمد	محمد علی	42
الیضاً	غلام علی	محمد علی	43
الیضاً	کمال خان	عبد الحکیم	44

ڈرائیور B.06	درم	بیشراحمد	45
ایضاً	تیرانی	ملتان خان	46
ایضاً	محمد حسین	غلام عباس	47
ایضاً	سلطان محمد	فیض محمد	48
ایضاً	محمد حسین	میرا جان	49
ایضاً	اللہ دتہ	سلیم جوہن	50
ایضاً	نظر محمد	محمد صابر	51
ایضاً	رحیم بخش	کریم داؤ	52

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین ابھی آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس سلیکٹڈ اور نااہل حکومت کا ہم نے یہ سوال آج سے تقریباً آپ ذرا تاریخ دیکھیں اسکا۔ یہ فروری 2019ء کو جمع کیا تھا۔

جناب چیئرمین: پہلے آپ سلیکٹڈ کا لفظ استعمال نہ کریں۔ یہاں پر بہت سارے لوگ جو ہیں، ووٹ لے کر آئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کیا؟

جناب چیئرمین: سلیکٹڈ کا لفظ استعمال نہ کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب! ابھی ان سے اور کیا ہو سکتا ہے یہ question میں نے 4 فروری 2019ء کو دیا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں، question پر پربات کر لیں آپ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آج کیا تاریخ ہے جون 2021ء کی آج 3 تاریخ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: زیرے صاحب! جب منشیریہاں بیٹھتے تھے تو آپ نے کیوں نہیں ان سے پوچھا؟ آج جب وہ نہیں ہیں تو آپ ان پر پیچ ہر ہیں۔ آرام سے بات کریں ہم سن سکتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں آرام سے کیسے بات کریں۔

جناب چیئرمین: جواب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: میری بات سنیں آپ۔ پہلے میری بات سنیں۔ اس سے پہلے منشیر

- صاحب روز آتے تھے جب ان سے question نہیں پوچھے۔ چُپ کر کے میری بات سنئیں آپ۔
- جناب نصراللہ خان زیریے: میں حکومت سے میں کسی فرد کا نام نہیں لیتا ہوں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ آپ ذمہ دار ہیں، اس آئین کے تحت آپ ذمہ دار ہیں مجھے جواب دینے کا۔
- جناب چیئرمین: جواب سنئیں۔ جواب سنئیں۔ آپ کے پاس جواب ہے یا نہیں ہے محترمہ؟۔ آپ کے پاس جواب ہے اس کا؟۔
- پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: جی میں 338 کا جواب دے رہی ہوں انکو یہ 338 سوال پوچھیں۔
- جناب نصراللہ خان زیریے: 133 ہے یہ۔
- جناب چیئرمین: 133 کا ہے؟ نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ کی تیاری نہیں ہے تو سارے سوالات ڈیفر کرتے ہیں پھر۔
- جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں جناب چیئرمین! یہ کس طرح ہر دن ڈیفر، ہر دن ڈیفر، وزراء کی فوج ظفر موج بیٹھی ہوئی ہے۔
- جناب چیئرمین: چلیں آپ سوال نمبر 337 دریافت فرمائیں۔
- جناب نصراللہ خان زیریے: Question No. 133 جی کون جواب دے گا؟۔
- جناب چیئرمین: جی پڑھا ہوا تصور کیا جائے کیا؟۔ 133 کا بتارہا ہے۔
- پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: sir وہ نہیں ہیں نال کہہ رہی ہوں۔
- جناب چیئرمین: یہ سارے defer کر دیں؟
- پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: نہیں یہ next پر لے آئیں میں جواب دوں گی۔
- جناب چیئرمین: نہیں اس سوال کا کیا کیا جائے؟
- پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: کیونکہ ان کے ڈیپارٹمنٹ سے جواب نہیں آیا ہے اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ اس کو next پر کر دیں۔ اور next سوال جو 337 ہے۔
- جناب چیئرمین: ایجنسٹے پر جواب موجود ہے نال آپ تھوڑا ساغور سے دیکھیں نال۔
- پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: وہ جواب موجود ہے، but ڈیپارٹمنٹ سے اگر ان کو مزید تفصیل چاہیے۔
- جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں جناب چیئرمین! آپ ذرا میری عرض سنئیں۔ کہ جس دن جس مجھے کے

سوالات ہوتے ہیں، گلری میں اس کے سیکرٹری صاحب موجود ہوتے ہیں تاکہ کبھی کسی بھی صورت میں وہ منسٹر صاحب کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: آپ صرف یہ بتائیں کہ آپ کوئی کیا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں کہ نہیں ہیں؟

جناب چیئرمین: بیٹھے ہوئے ہیں ایڈیشنل سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: تو وہ بتائیں ناں ان کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: آپ مطمئن ہیں کہ نہیں ہیں؟

جناب نصراللہ خان زیریے: میں مطمئن نہیں ہوں مطمئن کہاں سے ہوں۔ آپ مجھے بتاؤ کہ یہاں آپ نے لکھا ہے کہ میٹرو پولیٹن کار پوریشن کے فارماٹیشن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ سٹی فارماٹیشن پیشون آباد، رغون فارماٹیشن، عبدالحمید درانی فارماٹیشن، مجھے بتائیں کہ یہ پیشون آباد فارماٹیشن کہاں واقع ہے؟۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: بات سنیں، میسر آپ کے دور کا تھا، بہر حال یہ سوالات دوبارہ لے آئیں اس کا next اجلاس میں آپ کو جواب دے دیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: یہ کس جگہ واقع ہے؟۔

جناب چیئرمین: یہ سوال کا جواب دے دیں اس کا جواب تو آپ لوگوں نے submit کرایا ہے، یہ جو منی سوال ان کا آگیا۔ دیکھیں! اس طرح نہیں ہوتا ہے 2019ء سے ایک مزز رکن کا سوال آرہا ہے۔ اور حکومت کی طرف سے بالکل سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں ہونا چاہیے اس طرح۔ آپ لوگ تیاری کر کے آئیں۔ ابھی ہر بار سوال، ہر بار ڈیلفر، ہر بار ڈیلفر۔ چیئرمین کے لیے یا اسپیکر کے بھی ناخوشگوار ایک مرحلہ ہوتا ہے جب ڈیلفر کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ تیاری کر کے آ جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا اب مجھے مجبوراً وہی repetition کرنی پڑے گی کہ اس کو پھر جو ہے اگلے اجلاس کے لیے لے جاؤں۔ اور اس ہدایت کے ساتھ اس رو لنگ کے ساتھ کہ آئندہ سیشن میں تیاری کے ساتھ آپ لوگ آ جائیں۔ بلکہ تمام question ڈیلفر کیے جاتے ہیں۔ آپ لوگ تیاری کے ساتھ آ جائیں جتنے بھی سوالات ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ان کا منسٹر نہیں ہے، پوری معلومات نہیں ہیں اس کو ڈیلفر کر دیں۔

جناب چیئرمین: ڈیلفر کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: ہیں ناں جوابات۔

جناب چیئرمین: پھر اس میں ٹھنڈی سوال کی تیاری نہیں ہے۔ آپ لوگ تیاری کے ساتھ آ جائیں اور مکمل بریفنگ دیں۔

جناب چیئرمین: وقفہ سوالات ختم۔ توجہ دلاو نوٹس۔

جناب چیئرمین: میرزا بدلی ریکی صاحب! آپ اپنی توجہ دلاو نوٹس سے متعلق سوال دریافت کریں۔ جی زا بدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: یہ کیوں ڈیلفر ہو رہا ہے کیا وجہ ہے جناب چیئرمین صاحب؟ کیوں ڈیلفر ہو رہا ہے جناب چیئرمین صاحب! یہ کیا وجہ ہے لوگ تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں نے کہہ دیا میں نے روائیں بھی دے دی، میدم ایک منٹ کا روائی تھوڑی سی آگے بڑھائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب یہ جو سوال ڈیلفر ہوا ہے پھر یہ دو سال کے بعد آئیگا۔ بار بار ڈیلفر کرنا یہ گورنمنٹ کی۔

جناب چیئرمین: ہم پابند کرتے ہیں ان کو کہ اگلے سیشن میں ضروری جو ہے وہ تیاری کے ساتھ آ جائیں اور جواب دے دیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قادری: جناب چیئرمین! گیلری میں بیٹھے ہوئے میں بلوچستان نیشنل پارٹی کے قائم مقام صدر ملک ولی کا کڑا اور سینیٹر جہانزیب جمالی نی کو ویکلم کہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی ہاؤس کی طرف سے ویکلم کرتے ہیں ان دونوں شخصیات کو شکریہ۔ جی زا بدلی ریکی صاحب! توجہ دلاو نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب چیئرمین! وہ بھی ڈیلفر ہو گئے جناب چیئرمین صاحب! یہ بھی ڈیلفر ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ توجہ دلاو نوٹس ہے، متعلقہ وزیر یہاں پر شاید ہوں کوئی، کوئی جواب دیں۔ آپ سوال دریافت کر لیں۔ لیکن جب سوال دریافت کریں گے صرف جواب سنیں گے اس پر بحث نہیں ہوگی۔

توجہ دلاو نوٹس پر بحث نہیں ہوگی۔ اس کی اجازت بھی نہیں ہے۔ سوال دریافت کر لیں اور جواب آپ وصول کر لیں۔ جی زا بدلی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: ٹھیک ہے جناب۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی پارٹی کے حوالے سے سابق سینیٹر جہانزیب صاحب اور ملک عبدالولی خان کو ویکلم کہتا ہوں۔

توجہ دلاو نوٹس ہے۔ وزیر برائے محمد ایں اینڈ جی اے ڈی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ

واشک کو جب سے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ ہر ملکہ کے دفاتر تعمیر ہو چکے ہیں۔ لیکن ضلع واشک کے ہیڈ کوارٹر میں تمام محکموں کے آفیسر ان والہ کار ان ڈیویٹی سر انجام نہیں دے رہے ہیں۔ جس سے ضلع واشک کی عوام کے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید مشکلات سے دو چار ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت ضلع واشک میں تعینات غیر حاضر آفیسر ان والہ کار ان کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئرمین: ظہور بلیدی صاحب! یہ توجہ دلا ڈنوں ہے کوئی ہے کہ جو جواب دے اس کا؟۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کے حوالے سے ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے حوالے سے سہولیات پر سوال ہے آپ جواب دے سکتے ہیں اس کا؟۔ متعلقہ وزیر نہیں ہیں۔ وہ چھٹی پر ہیں متعلقہ وزیر نے درخواست دی ہے رخصت کی۔

میرزادعلی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! وہ بھی چھٹی پر ہیں؟۔

جناب چیئرمین: جی رخصت کی درخواست اُن کا مجمع ہوئی ہے۔

میرزادعلی ریکی: سوال بھی، توجہ دلا ڈنوں بھی پھر۔ پھر کیوں جناب چیئرمین صاحب! پھر کیوں اسمبلی چلا رہے ہیں؟۔ بس صحیح ہے۔ یہ کیا ہے یہ کروڑوں روپے پیسے اسمبلی میں چل رہے ہیں، یہ کیا مذاق ہو رہا ہے جناب چیئرمین صاحب؟ آخر یہ کیا وجہ ہے جناب چیئرمین صاحب! یہ گورنمنٹ یہاں پہنچھی ہے سیٹوں پر۔ سوائے، ابھی میں کیا کہوں اگر بات کروں تو ان کا دل خراب ہوتا ہے۔ یہ خالی آکر بس چلے جاتے ہیں۔ سوالوں کا جواب بھی نہیں دیتے ہیں توجہ دلا ڈنوں ہوتے ہیں، وہ بھی نہیں آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: توجہ دلا ڈنوں کے متعلقہ وزیر نہیں ہیں درخواست دی ہے رخصت کی اُسکی کوئی مجبوری ہوگی۔

میرزادعلی ریکی: جناب چیئرمین صاحب! اس طرح نہیں چلے گا، اسمبلی۔ یہ کیا مذاق ہے اسمبلی کا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکمل اطلاعات: جناب اسپیکر صاحب! میرا یہ کہنا ہے کہ جو درخواست دیتا ہے چھٹی کی، اُس کی کوئی مجبوری ہوگی۔

جناب چیئرمین: تو ابھی کوئی ہیں نہیں آپ کا جواب کون دیگا۔ میں صرف رو لنگ دے سکتا ہوں کہ متعلقہ وزراء جو ہیں توجہ دلا ڈنوں جب آتا ہے توجہ۔۔۔ (مداغلت۔شور)۔

جناب چیئرمین: جی سید عزیز اللہ آغا صاحب! آپ اپنی توجہ دلا ڈنوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ چونکہ متعلقہ وزراء تشریف نہیں رکھتے لہذا عزیز اللہ آغا، اختر حسین لانگوادر، نصر اللہ ذیرے صاحب کے توجہ دلا ڈنوں را لگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کئے جاتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان ذیرے: جناب چیئرمین! محترمہ کہہ رہی ہے کہ اپوزیشن کو بجٹ نہیں ملا۔ ایسا لگ رہا ہے

کہ بجٹ عوام کے لیکس کا پیسہ ہے، یہ کسی کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواست پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمن کھیتر ان صاحب، کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچنڈی صاحب کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالرشید صاحب کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نور محمد دمڑ صاحب کوئئے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہے ل گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نصیر احمد شاہ ہوانی صاحب نے کوئئے سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئرمین: سید احسان صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 114 پیش کریں۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا تھہ دل سے مشکور ہوں۔ قرار نمبر 114۔ ہرگاہ کہ ضلع کچنگ کے شہر تربت جو کہ کوئئے کے بعد صوبے کا نہ صرف دوسرا بڑا شہر ہے بلکہ جنوب مغربی بلوچستان کا معاشی

مرکز بھی ہے۔ اگر مذکورہ شہر کو dry port declare کیا جائے تو یہ صوبہ ملک کی معیشت کو مختتم کرنے میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

الہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ تربت شہر کے معاشی اہمیت کو منظر رکھتے ہوئے اسے ڈرائی پورٹ ڈیلائر کرنے کیلئے اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ وہاں کاروباری سرگرمیاں تیز ہو سکیں۔ اور صوبہ اور ملک کی معیشت بھی بہتر ہو سکے۔

جناب چیئرمین: جی قرارداد نمبر 114 پیش ہوئی۔ محکم admissibility پر آپ وضاحت فرمائیں۔

قامہ حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! شاہ صاحب سے انتہائی معذرت۔ میں سب سے گزارش کروں گا کہ یہ سب ملازم میں احتجاج پر ہیں اگر یہاں سے کوئی چلا جائے۔ میں نے پہلے بھی ان کے بارے میں ذکر کیا تھا کہ سالہا سال سے ملازم ہیں، اب ان کو بے یک جنبش قلم ملازمت سے نکال لیا ہے۔ تھوڑی سی اُن کی دل جوئی بھی ہو جائے۔

جناب چیئرمین: حکومتی دوار کان جائیں اور اپوزیشن کے بھی دوار کان جائیں۔ جائیں دیکھیں وہ احتجاج پر ہیں اسمبلی کے باہر ہیں اُن کی آپ سینیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ دو جائیں حکومت خود فیصلہ کر لے کہ حکومتی ارکان جائیں۔ دوار کان جائیں وہاں۔

وزیر مکمل خزانہ: جناب چیئرمین! چونکہ شاہ صاحب کی جو قرارداد ہے یہ میرے علاقے سے متعلق ہے تو میں اس پر جو ہے ممبر ان کو سننا بھی چاہتا ہوں کچھ بولنا بھی چاہتا ہوں۔ تو آپ برائے مہربانی دو ممبر ان بھیج دیں تاکہ اُن کے ساتھ بات چیت کر لیں اور ان کے جو مسائل اُس کو address کر لیں۔

جناب چیئرمین: ہوم فنسٹر صاحب اور عبدالخالق ہزارہ صاحب! آپ دونوں جائیں۔ اور دوار کان اپوزیشن کی جانب سے بھی جائیں۔ نصر اللہ! اصغر ترین صاحب! آپ جائیں۔ آغا صاحب! آپ بھی جائیں۔ جی سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: شکریہ جناب اپیکر ضلع کچ کوئٹہ کے بعد بلوچستان کا سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا ضلع ہے اور جناب والا وہاں پر ہمارے ڈسٹرکٹ کچ کو، بارڈر ایریا جو ہمارا ایران کے ساتھ لگتا ہے وہ بھی بارڈر ڈسٹرکٹ کچ کے ساتھ لگتا ہے۔ اس وقت جناب والا! مند میں ایک کشمکش کے استینٹ ٹکلٹر بیٹھتے ہیں۔ اور وہاں پر جتنی امپورٹ ہوتی ہے تو اُس کے through کروڑوں روپے کی سالانہ امپورٹ وہاں سے ایران سے ایکسپورٹ بھی ہم کرتے ہیں اور امپورٹ بھی کرتے ہیں چیزیں۔ تو جناب والا! تربت شہر چونکہ بلوچستان کا

دوسرے سب سے بڑا شہر ہے۔ اور وہاں پر جہاز کی سہولت بھی میسر ہیں۔ تو اگر وہاں پر اس کوڈ رائی پورٹ ڈکلیئر کیا جائے تو بجائے اس کے کسی نے اگر کوئی چیز خریدنا ہو گا وہ بجائے اس کے کہ بارڈر جائے اور وہاں پر خطرات کے حوالے سے بھی لوگ شاید نہیں جانا چاہتے۔ لیکن تربت شہر کے اندر ہر کوئی با آسانی آ سکتا ہے۔ اور وہ اپنی چیزیں دیکھ سکتا ہے، چیزیں خرید سکتا ہے اور آرڈر دے سکتا ہے۔ تو جناب والا! اور باقی دیگر صوبوں میں توڈ رائی پورٹ کا ایک ابزار ہے سلسلہ لگا ہوا ہے فیصل آباد میں بھی ڈرائی پورٹ ہے، پنڈی میں بھی ڈرائی پورٹ ہے، لاہور میں بھی ڈرائی پورٹ ہے۔ بلوچستان میں سوائے کوئی کے اور کئی ڈرائی پورٹ نہیں ہے۔ اور ہمارا گوادر پورٹ، اسی پورٹ جو بھی ہے وہ بھی اتنا operational ہے۔ تو اس کا یہ جو ڈرائی پورٹ ہو گا وہ بھی facilitate کرنے کے لئے بہترین کارگر ثابت ہو گا اور ایرانی مصنوعات کو بھی امپورٹ اور ایکسپورٹ کے لئے بہترین پاؤ نشٹ ثابت ہو گا۔ تو اس سلسلے میں میری اپوزیشن کے بیچوں سے اور حکومت کے بیچوں سے اور تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو منظور کروائیں۔ اور میں مشکور ہوں ظہور بلیدی صاحب کا جنہوں نے اس قرارداد کی اہمیت کو جانا۔ اور وہ اس پر بات کرنا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ علاقہ ڈسٹرکٹ ہم دونوں کا ہے، صوبہ ہم دونوں کا ہے اور لوگ ہمارے ہیں۔ تو میں چاہوں گا کہ وہ بھی اپنا وزن ڈالیں۔

اس پر۔

جناب چیئرمین: شکریہ شاہ صاحب، جی ظہور بلیدی صاحب۔

وزیر مکمل خزانہ: thank you جناب اسپیکر۔ سید احسان شاہ صاحب نے جو تربت شہر کوڈ رائی پورٹ قرار دینے کے لئے جو قرارداد پیش کی ہے وہ انتہائی معقول ہے۔ اور وقت کی ضرورت بھی ہے۔ جناب اسپیکر! اگر آپ دیکھیں تو بلوچستان کے اکثر ویسٹر جو ایریا یہیں جو علاقے ہیں وہاں پر جو لوگوں کی economy ہے وہ informal ہے۔ زیادہ تر ایران اور افغانستان بارڈر کے ساتھ مسلک ہیں۔ یا لوکل جو ہے گلہ بانی اور اگر یکچھ کے ساتھ لوگ وابستہ ہیں۔ تو جناب اسپیکر informal کا روبار کی جو ہے اتنی دیر پا بھی نہیں ہوتی۔ اور اس کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ کوئی issue ہو جائے ایران میں یا افغانستان میں کسی وجہ سے کاروبار بند بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بلوچستان میں ڈرائی پورٹ جو ہے بنائی جائیں، اور گوادر پورٹ کو جو مکمل طور پر operational کیا جائے۔ جناب اسپیکر! پاکستان میں جتنے بھی علاقے ہیں جس میں بلوچستان پورافٹا اور وہ علاقے جہاں under develop ہے جہاں پر جو ہے لوگ پیروزگار ہیں، ان کا واحد حل یہ ہے کہ وفاقی حکومت tax concession کے تحت وہاں پر statutory regulatory order دےتا کر جو ہے

وہ آجائے وہاں لوگ آ جائیں اور investment کریں اور لوگوں کے روزگار کا بندوبست ہوا اور علاقے میں جو ہے کاروبار آجائے۔ چونکہ تربت شہر جو ہے پورے مکران کا اور آواران وہاں کا including political, economical and social and culture hub ہے اور وہاں پہا بھی سے نہیں بلکہ صدیوں سے جو ہے تربت شہر کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ اور چونکہ گوادر میں پورٹ بن چکا ہے اور گوادر ایک strategic پورے پاکستان میں بلکہ پورے خطے میں ایک اہمیت کا حامل اختیار کر چکا ہے اور تربت گوادر کے ساتھ ہی ہے اور ایران بارڈر کے ساتھ ہے اور وہاں پہ پانی کا بھی بندوبست ہے ہر حوالے سے تربت feasible ہے۔ تو اس حوالے سے میں اس چیز کو add کرنا چاہوں گا کہ یہ جو ہمارا مکران ڈویژن ہے خصوصاً بلوچستان کے جہاں جہاں بھی feasibility ہے تو فیڈرل گورنمنٹ اس SRO کے تحت وہاں جس چیز Feasibility tax concession دےتاکہ جو جو Investors ہیں جہاں پہ commodities کی ہو، وہاں پہ investors آ جائیں اور وہاں پہ invest کریں۔ اور لوگوں کے لئے روزگار کا بندوبست ہو۔ جناب اسپیکر! گورنمنٹ آف بلوچستان نے اسیشن اکنامک زون کے حوالے سے جو initiative یہیں اس میں ہمارا بولستان ہے۔ ابھی فیڈرل گورنمنٹ نے ساتھ بلوچستان پکج کے تحت جو پروجیکٹس پاورسیشن سیکٹر میں منظور کیے ہیں اُس میں ہے ایک 132KV کا بولستان کے لئے جو ہے وہ گریڈ اسیشن ہے، جو ابھی یہ گل جائے گا وہاں پر investors کے لئے بڑی سہولت ہو جائے گی اور وہ ان کو اچھا خاصہ incentive ملے گا۔ اسی طرح جو دوسرا Special Economic Zone میں فیڈرل گورنمنٹ کا جو contribution ہو گا اور وہ 2 بلین ہو گا اس کا جو ہماری گورنمنٹ آف بلوچستان LEEDA کے توسط سے contribution ہو گی تو کوئی 28 کروڑ something ہو گا۔ اور اسی طرح تربت میں بھی بچھے ادارے میں شاید شاہ صاحب کو ہی credit جاتا ہے کہ انہوں نے کوئی ایک ہزار ایکٹر انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کیلئے منظور کی اُس وقت انڈسٹری منتشر تھے۔ تو گورنمنٹ آف بلوچستان سوچ رہی ہے اور plan بھی کر رہی ہے کہ اُس ایک ہزار ایکٹر کو جو ہے اُس کی utilization کو ممکن بنایا جائے۔ اور اُس میں ایک ترتیب اور پلانگ جو ہے کہ Investors آئیں اور وہاں پر اُس ایریے کو develop کریں۔ اس کے ساتھ جودشت کا ایریا ہے وہاں پر چھوٹا یکٹر زمین لا یوٹاک ڈیپارٹمنٹ کو الٹ ہوئی ہے جس میں انہوں نے species mouth foot disease zone کا قیام کرنا ہے۔ اور اُس میں تقریباً کوئی وہاں پر

سلام ہاؤس بھی بنے گا کوئی دس یا پندرہ ہزار ہمارے جو ہیں جانور ہیں sheeps اور باقی جو جانور ہوں گے۔ انکی feeding ہو گی اور ان کا جو گوشت ہو گا وہ چاٹنا کو export ہو جائیگا۔ اور یہ public private partnership mode پر حکومت اس کو بنارہی ہے اور اس کے آنے سے تربت میں اچھا خاصہ فرق پڑ جائیگا۔ تو میں سید احسان شاہ صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی قرارداد ہے اور اس کو ہم فیڈرل گورنمنٹ بھیجیں اور جو بھی بلوچستان میں dry port بن سکتے ہیں۔ جس جس ایریا میں بن سکتے ہیں اور feasibility ہو۔ تو ان سب کو ہم strongly recommend کریں تاکہ فیڈرل گورنمنٹ اس کو declare dry port کریں اور اس کے ساتھ جتنی بھی tax concession ہو گی جو کہ بلوچستان میں کوئی اپنی اتنی بڑی اکنامی ہے نہیں اپنا اتنا بڑا میکر یکچھ ہمارا ایریا یہی نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے یہاں پر شوگر ملز ہیں اور نہ ہی کچھ اور بڑے ہمارے انڈسٹریز ہیں جس سے صوبے کی economy چل پڑے۔ تو اس کے لئے ضروری یہی ہے کہ وہاں پر ہم tax concession دے کر ہی وہاں پر investors کو encourage کریں تاکہ وہ آئیں اور یہاں پر invest کریں یہاں کے لوگوں کو روزگار ملے اور یہاں کے اپنے لوگ بھی ہیں ان کے پاس بھی بہت سے پیسے ہیں اور وہ بھی trained ہوتے جا رہے ہیں، کراچی جا رہے ہیں، ملتان جا رہے ہیں یا اسلام آباد شفت ہو رہے ہیں جو بھی یہاں پر لوگ روزگار کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ وہاں پر جا کر اپنا انویسٹمنٹ ہے اُن کی، اپنی جو کیپیٹل ہے وہاں trailor ہو رہا ہے تو اس کو روکنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم tax concession دیں اور وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ دے تاکہ ہمارا بھی capital جو ہے نہیں پر انوٹ ہو اور باہر کے بھی جو investors ہیں اُن کے لئے ایک اچھا ماحول فراہم ہو اور ایک اچھا جو ہے ایریا ہوتا کہ وہ آئیں اور یہاں پر انویسٹمنٹ کریں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی احمد نواز صاحب، بتا دیں۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بالکل یہ قرارداد انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ تربت شہر میں یا تربت بارڈر پر اس کو declare dry port کر کے صوبے کیلئے ایک وہاں جو ہمارے لوگ ہیں یا وہاں جو کاروبار ہے اُس کو ایک اچھا سامنہ ملے گا اور اپنے روزگار کی مد میں وہاں ٹکیں بھی آئیں گے۔ اگر اس کو مشترکہ قرارداد کے طور پر پاس کیا جائے تو پورے ایوان کے نمائندے یہاں بیٹھے ہیں، اس کو اگر مشترکہ قرارداد کیمکر، ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی شاء بلوچ۔

جناب شاء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے بالکل بروقت ہے اور وقت کی اس وقت ضرورت ہے۔ کیونکہ کچھ جو ہے ضلع کچ، جس کوتربت کے پرانے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ بلوچستان کا دوسرا تیزی سے بڑھتا ہوا شہروں میں سے ایک ہے۔ اسی طرح خضدار ہے خاران ہے اور یہ تمام علاقے جو ہیں وہ معاشی اور معاشرتی ترقی کی طرف جانے کی کوشش تو کر رہے ہیں اس میں کوئی سرکاری سرپرستی نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بھی معاشی اور معاشرتی ترقی کیلئے صنعت کاری کیلئے یا آپ ڈرائی پورٹ declare کریں یا آپ port کوئی بنائیں تو اس کے لئے آپ کو infrastructure کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ علاقہ ترقی کرے۔ آپ کو یاد ہوگا دودن پہلے پاکستان کے وزیر اعظم صاحب عمران خان صاحب یہاں آئے۔ اور انہوں نے بہت ہی دھیمے اور دبے لفظوں میں بلوچستان کو بہت بڑا طعنہ دیکر گئے ہیں۔ شاید لوگ سننے نہیں ہیں۔ یہاں پر بہت بڑے تعریفی کلمات تو انہوں نے بتائے ہوں گے۔ انہوں نے یو این ڈی پی کے ایک رپورٹ کا ذکر کیا جس کا میں خود ایڈ والنزری کو نسل کا ممبر بھی ہوں۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بلوچستان کی جو ترقی کی شرح ہے۔ ترقی میں جو جی ڈی پی growth ہو ہے بلوچستان کی، وہ اس وقت سب سے پیچھے ہے بلکہ پستی کی طرف جا رہی ہے۔ واحد صوبہ ہو ہے اس وقت خیر پختونخوا ہے جس کی جی ڈی پی یا جس کی نموکی شرح ہو ہے وہ اس وقت بڑی تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اور آپ کسی بھی جگہ پر اگر ترقی چاہتے ہیں، خوشحالی چاہتے ہیں، روزگار چاہتے ہیں میں بدانتہ چاہتے ہیں تو آپ کو بہت ہی وہ کیا کہتے ہیں targeted intervention کرنے پڑیں گے۔ شاہ صاحب کی یہ جو قرارداد ہے جس میں تربت یا کچھ کو dry port declare کرنے کیلئے یا اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ بلوچستان کا جو ایک قسم کا ہمارا human resource basket ہوا کرتا تھا جس کو کہتے ہیں وسائل کا ہمارا ٹوکرایعنی پیسے آتے تھے، وہ مکران ہوا کرتا تھا۔ مکران میں ایک وقت مکران کی جو manual labour ہوتا تھا، گاڑیوں کا کام ہوتا تھا تو Middle east میں سب بھیڑ کبریاں چرائے جاتے تھے۔ درختوں کا کام ہوتا تھا، گاڑیوں کا کام ہوتا تھا تو human resource اس وقت بلوچستان کا مکران ڈویژن اور یہ ہمارے کچھ قلات ڈویژن سے زیادہ ہے۔ اس وقت بلوچستان میں investment کی تھی، کیونکہ اس وقت کوئی کھودے جاتے تھے human resource development میں ایک روپے کی چار سوارب روپے کی laps ہونے کی بات کر رہا تھا wish I کہ اگر یہ کیونکہ سیمنٹ اور سریے کی پروجیکٹ نہیں ہوتے ہیں human resource related یہ خرچ بھی ہو چکے ہوتے۔ یہ

بھی ہوتے۔ ان چالیس ارب روپوں سے تقریباً چار سے چھ ہزار نوجوانوں کی جو ہے ترقی بھی ہوتی، ان کی ہنرمندی بھی بہتر بنائی جاسکتی۔ implement dry port کیلئے بھی آپ کو human resource کی ضرورت ہوگی۔ اسی لئے آپ کو انفارا سٹرکچر کی ضرورت ہوگی۔ آپ کو بھلی کی ضرورت ہوگی۔ خاران ہمارا واحد ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہے جس میں ہم نے پانچ سوا کیسٹر صنعتی، صنعت کاری کیلئے تفویض کی۔ لیکن حکومت جو ہے روز ہنچکار ہی ہے کہ وہاں پر صنعت کاری نہ ہو۔ جب تک، میں نے پہلے کہا کہ حکومتوں کی نیت کا صاف ہونا بہت ضروری ہے اپنی عوام کے ساتھ۔ جب نیت میں کوتا ہی ہوتی ہے تو جناب والا! اچھے آباد جو سلطنتیں ہیں، چاہے سلطنت روم کی صورت میں ہو۔ فارس کی سلطنت کی صورت میں ہو یا فرعون کی جو ہے Egypt کی سلطنت کی صورت میں ہو، وہ سلطنتیں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ بلوچستان تو بہت چھوٹا ہے اس کی مثال ہے۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ نا صرف اس قرارداد کو مشترک طور پر پاس کیا جائے کہ کچھ میں ڈرائی پورٹ اس کو declare کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ بلوچستان میں جو قرارداد ہیں، ہم نے بلوچستان میں صنعت کاری سے متعلق پاس کی ہیں۔ کیونکہ ڈرائی پورٹ ہوتا کیا ہے جناب والا! ڈرائی پورٹ تو آپ کو چاہیے کہ آپ کا جو product ہے، آپ کا جو value added ہے جو بھی آپ کے چارخانوں سے چیزیں لکھتی ہیں، وہ کسی پورٹ پر آ کر آپ دوسرے ملکوں میں اُن کو بھیجتے ہیں۔ ڈرائی پورٹ پر صرف باہر کی چیزیں آئیں گی۔ تو لہذا یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزم ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔ جب تک integrated approach ہوگا بلوچستان کے اندر ڈولپمنٹ کا اُس وقت کچھ بھی ترقی نہیں کریگا، خصدر اتیزی سے ترقی کرتا ہوا بلوچستان کا ضلع تھا آج بدمنی کا شکار ہے، وڈھ سے لیکر بیله تک یہاں سے کوئی نکلتے ہوئے لوگ کلمہ پڑھتے ہیں کہ پہنچنیں ہم خود سلامت جائیں نہ جائیں صنعت تو اپنی جگہ پر ہے۔ تو اس کے علاوہ خاران جناب والا! بلوچستان کا تیزی سے ترقی کرتا ہوا ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں تقریباً تین سے چار ارب روپے کی کپاس ہر سال پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہاں پانی نہیں ہے، بھلی نہیں ہے۔ انفارا سٹرکچر نہیں ہے۔ خاران احمد وال کا سڑک ہم نے ڈلانے کی کوشش کی میں ہفتہ اسلام آباد میں بیٹھا رہا ہم نے اُس کی 1-PC جناب والا! منی بس میں ڈال کر بھیجی ہیں۔ بلوچستان میں کیسے ترقی آئیں گی جب بلوچستان کے حکومت کو اندازہ نہ ہو کہ میری کوئی سڑکیں، کوئی اکو نسا ڈویژن میرے کو نے علاقوں میں ترقی کا potential ہے میں اسی لئے کہہ رہا تھا کہ نیک نیتی کی ضرورت ہے، خلوص کی ضرورت ہے، پھر مشاورت کی ضرورت ہے ایک integrated لازم و ملزم وہ کیا کہتے ہیں کہ

بہت ہی کثیر الوجہی ایک approach کی ضرورت ہوتی ہے علاقوں کو ترقی کروانے کیلئے۔ تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ کے ڈرائی پورٹ کے حوالے سے یہ قرارداد ہے، ہم اس کی کامل طور پر حمایت کرتے ہیں اس کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین صاحب! یقیناً جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور یقیناً جس طرح کہا گیا کہ dry port انسانی زندگی اور معاشی ترقی میں ایک اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ مجھے آج ان لوگوں سے جو حکومت میں بیٹھے ہیں اور جو اپنے آپ کو پشتوں علاقوں کے نمائندے کہتے ہیں اور حکومت میں بیٹھے ہیں، میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ ان ڈھانی سال میں تین سال میں آپ نے پشتوں علاقوں کیلئے کوئی کام کیا ہے؟۔

جناب چیئرمین: قرارداد پر آجائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی، میں نے تو قرارداد کی حمایت کی ہے کہ ہونا چاہیے کچھ میں تربت میں dry port ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: پھر رائے لیتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین میں نمائندہ ہوں اپنی عوام کا۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ، یہاں پر لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی ہمارے دوستوں نے مخالفت بھی کی ہے۔ جنوبی بلوچستان کے لئے چھ کھرب روپے۔ ہاں غلط۔ لیکن یہاں پر جو پشتوں نمائندے ہیں، جو یہاں نمائندگی کر رہے ہیں، جن کو بڑا ناز تھا، جن کو یہ بھی ناز تھا کہ وزیر اعظم صاحب آئینگے زیارت، وہ شمالی یا پشتوں علاقوں کیلئے، وہ پتہ نہیں کتنے کھرب اعلان کریں گے۔ وہ پتے کہاں ہیں؟۔ کس نے اعلان کیا؟۔ وزیر اعظم تو آ کر کے ہماری عوام کیلئے زحمت کا باعث بنے۔ انہوں نے وہاں جا کر کے کچھ بھی نہیں دیا۔ وہ زحمت کا باعث بنے۔ انہوں نے ہمارے پشتوں عوام کے لئے پشتوں علاقوں کیلئے کچھ بھی نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: آیا قرارداد نمبر 114 کو ہاؤس کی مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے یا نہیں۔
قرارداد پر بحث ہو رہی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! قرارداد کی اہمیت ہے۔ قرارداد کی میں نے حمایت کی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ حکومت جو وفاقی میں بیٹھی ہے۔

جناب چیئرمین: قرارداد کی آڑ میں واردات کر رہے ہو آپ۔

جناب نصراللہ خان زیری: یہ حکومت جو وفاق میں بھی ہے، جو یہاں صوبے میں کہتے ہیں کہ ہم پشتوں علاقوں سے آئے ہیں۔ انہوں نے پشتوں علاقوں کیلئے کیا کیا ہے؟۔ پشتوں علاقے تو آج تک وہاں پر 5 ارب روپے کی اسکیمات نہیں ہیں۔ اور اس وفاقی پی ایس ڈی پی میں وہاں پشتوں علاقوں کے لئے ایک ارب روپے کی اسکیمات نہیں رکھے گئے ہیں لہذا میں پشتوں عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے لئے اس حکومت میں ایک بیسہ بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب نصراللہ خان زیری: نہ وفاق میں اور جو صوبے میں ہے وہ رشوت خوری کا شکار ہو رہے ہیں وہ جیبوں میں جا رہے ہیں وہ روڈیں میں جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ کی تقریب ختم ہو، پھر وضاحت آئے گی۔ پھر یہ قرارداد نئی میں رہ جائے گی۔ مجھے اس کو منظور کرانے دیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جناب چیئرمین! آپ مجھے سنیں۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ قرارداد کی آڑ میں واردات کر رہے ہیں۔ آپ قرارداد پربات کریں ڈرائی پورٹ پربات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیری: آپ مجھے کیوں نہیں سنتے ہیں آپ مجھے سنیں۔
جناب چیئرمین: میں کیا سنوں؟۔

جناب نصراللہ خان زیری: ہمیں بتایا جائے کہ کتنے ارب روپے پشتوں علاقوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ point of public importance پر کھڑے ہو۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

جناب نصراللہ خان زیری: قلعہ عبداللہ کے لئے کتنے رکھے ہیں کہاں ہیں وہ بتائے جائیں؟۔ ہمیں اس طرح کی باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں نصراللہ بھائی۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: پہلے میں اس کو منظور کرالوں پھر اسکے بعد پھر آپ جواب دیں ان کو۔ قرارداد نمبر 114 کو ہاؤس کی مشترکہ قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے یا نہیں؟۔ قرارداد نمبر 114 منظور ہوئی۔ ابھی آپ بات

کریں۔

وزیر ملکہ خزانہ: جناب اپیکر! یا اس کا حصہ ہے میرے دوست نے جو باتیں کی ہیں، ان کا لاکھ احترام، وہ قابل عزت ہیں ہمارے لئے معزز ہیں۔ لیکن جو انہوں نے statement دی وہ بالکل جو ہے misleading statement تھی ان کی، اُس کا جو ہے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو جنوبی بلوچستان کی بات کی جاتی ہے، وہ basically ایک پوشیدگی کیمک ہے۔ اس میں میں آپ کو حقیقت بتاؤں گا کہ ابھی بارڈر پر جو fencing ہو رہی ہے یہ جو سڑکیں وہاں پر منظور ہوئی ہیں۔ یہ جو سڑکیں وہاں پر منظور ہوئی ہیں یہ بارڈر کی fencing کی وجہ سے جو سڑک منظور ہے پنځور سے پرو، جیدگی سے جاگلی، سے پھر آگے جنکی والی سڑک آجاتی ہے۔ basically یہ پورس بارڈر ہے۔ وہاں مارکیٹ سی بنی ہے۔ ان کو جو ہے اس طرح پیش کرنا کہ جی ایک علاقے میں جو بہت زیادہ فنڈز چلے گئے اور دوسرے علاقے میں نہیں گئے۔ میرے پاس سارا ریکارڈ ہے ابھی ہیلائٹ سیکٹر میں جو پرو جیکٹس approve ہوئے ہیں جس میں ڈی ایچ کیوز کی سپورٹ کے لئے اُس میں ڈوب شامل ہے۔ اس میں زیارت بھی شامل ہے اس میں ڈکی بھی شامل ہے اس میں نصیر آباد بھی شامل ہے جعفر آباد بھی شامل ہے خاران بھی شامل ہے اور جتنے بھی یہاں پر ہمارے وہاں پر ڈی ایچ کیوز ہیں فیڈرل گورنمنٹ جو ہے ان کو چودہ چودہ کروڑ روپے دے کر اس کی strengthen کریں گی۔ جو بھی ہے اس کو ساؤ تھک بلوچستان پیچ کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح جناب اپیکر! اپر سیکٹر میں جو پرو جیکٹس آئے ہیں اس میں ہمارا ہزار گنجی میں ایک سو تیس KV کا جو ہے گرڈ اسٹیشن ہے۔ اسی طرح ہر نئی کا جو ہے ایک سو تیس KV کا گرڈ اسٹیشن ہے اب مجھے نام اس کا صحیح نہیں آرہا ہے۔ اسی طرح جو ہے بوسٹن کا بھی ہے، منڈ کا بھی اور تمپ کا بھی ہے۔ تو اس کو بھی جو ہے ساؤ تھک پیچ کا نام دیا گیا ہے۔ جناب اپیکر چاہے ہیلائٹ سیکٹر میں جو اسکیمات approve ہوئے ہیں اُس میں ڈھنکی سب کیمپس ہے کوئی ایک ارب سے اوپر، بلوچستان یونیورسٹی کا جو ایک ارب سے اوپر سب کیمپس approve ہوا ہے اسکی strengthen کے لئے اور اسی طرح جو لیبل کی ایک سب کیمپس ہے۔ تو ایک چیز پیش کرنا کہ جی ساؤ تھک کو چلا گیا اور باقیوں کو نہیں کیا گیا ہے۔ جناب اپیکر میں آپ کو فردوں کا جناب اپیکر جیسی ہی ہماری گورنمنٹ بتی تو سب سے پہلے اسکیم approved ہوئی تھی وہ ڈوب کچلاک روڈ ہوئی تھی۔ جو 65 بلین کا ہے۔ اس کے بعد زیارت dualization ہوئی ہے۔ ڈکی، پچالا نگ روڈ ہوئی ہے۔ اسی طرح جو ہے زیارت، سنجاوی، ہر نئی روڈ ہوئی ہے۔ تو جناب اپیکر ان کا quantum آپ دیکھ لیں کہ اربوں میں بنتی ہے ہاں البتہ جو کچلکروکا ایک ڈیم بنتے جا رہا ہے یا آور ان میں جو ہے ڈیم بنتے جا رہا

ہے یا کہیں اور کوئی شیز نک ڈیم بننے جا رہا ہے اس میں آپ کو پڑھنے ہے ابھی شاء صاحب نے ایک بڑی speech کہ جی گوار میں پانی کا مسئلہ ہے اب اس کو دیکھتے ہوئے گوار، جیونی، پانوان، پشوگان، وہاں پر شیز نک ڈیم بنار ہے پینے کے پانی کا مسئلہ چل رہا تھا تو گورنمنٹ آف بلوچستان نے request کی، وہاں پر شیز نک ڈیم بنار ہے ہیں کوئی ڈھائی ارب کا ہے۔ جس کی وجہ سے جو ہے اٹھائیں لاکھ گلین پانی جو کوٹل ٹاؤن کو مل جائے گا۔ تو میرے خیال سے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں اپنے زیرے بھائی کو چیلنج کرتا ہوں، آپ نکالیں کوئی پندرہ، بیس، پچھس سال کا جو ٹریک ریکارڈ ہے نکالیں دیکھیں فیڈرل پی ایس ڈی پی میں کتنے پرو جیلٹس آئے ہیں اور کہاں کہاں سے ہوئے ہیں۔ اور برادہ مہربانی میں ان کو گزارش کرتا ہوں کہ ہم جو ہیں، یہ علاقوں میں ایک تفرقة نہ ڈالیں۔ جہاں جہاں پر بھی فنڈر جا رہے ہیں جہاں جہاں پر بھی سڑک بنے گی جہاں پر ڈیم بنیں گے جہاں پر پاور پرو جیلٹس بنیں گے لوگوں کی ملکیت کے لئے بنیں گے ہم ان کو appreciate کریں آپ بتائیں، جمعیت کی حکومت تھی، پچھلے سال آپ کی حکومت تھی، کتنے فنڈر آپ کے علاقے میں گئے ہیں؟۔ کسی نے یہاں اس بات پر تفرقة کیا ہے؟۔ کسی پولیٹیکل پارٹی نے نہیں کیا ہے، ٹریڑری پچھر کے کسی بھی بندے نے نہیں کیا ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی تھے۔ ان کو بھی ضرورت ہے۔ بلوچستان سارا ضرورت مند ہے۔ جہاں جہاں پر بھی فنڈر کی ضرورت ہوگی، ہم اُسی طرح دیں گے۔ اور مہربانی کریں بس پشتوں، بلوج، ہزارگی اور باقی جتنی بھی قومیتیں ہیں، ان کے کارڈز کھلنا بند کر دیں۔ اور overall بلوچستان کی بات کریں تاکہ ہم اکٹھے مل بلوچستان کی ترقی کے لئے اپنا حصہ ڈالیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ مسٹر صاحب۔ جی نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 155 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں مسٹر صاحب کا جو چیلنج ہے، قبول کرتا ہوں۔ اور ہم نکالیں گے کہ کتنا پیسہ ہمارے پشتوں علاقوں میں خرچ ہوا ہے۔ اور اس ڈھائی سال میں آپ بتاؤ آپ نے، یہ بہت بڑی رقم ہوتی ہے چھ کھرب روپے۔ اور پانچ ارب روپے اُس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے فخر ہے کہ میں پشتوں ہوں۔

جناب چیئرمین: ابھی بہت سارا بحث، آپ بتائیں گے، پھر وہ جواب دے گا، اس طرح ہاؤس نہیں چلے گا، بیٹھ جائیں بس صحیح ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: بلوج ہونے پر ہمارے دستوں کو فخر ہے۔ اس میں کیا بات ہے۔ ہماری قوم ہے۔ ہمیں اپنی زبان پر فخر ہے۔ ہمیں اپنی قوم پر فخر ہے یہ کیسی باتیں کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹائس جانسن صاحب۔ ایک منٹ جی پلیز جی مگھی شام لال صاحب۔

جناب مگھی شام لال: جناب چیئرمین صاحب میں آپ کی توجہ حب کے مسئلے پر کرانا چاہتا ہوں حب تو ایک بہت بڑا انڈسٹریل زون بھی ہے اور ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ مگر افسوس کہ وہاں پر پینے کے پانی کے اتنے بڑے ایشوز ہیں پانی لوگوں کو ملتا نہیں ہے۔ کافی مطلب پانی کی پریشانی ہے۔ حب اور گذلانی کے عوام جو ہیں نا آج پانی کے بوند بوند کے لئے ترستے ہیں۔ جبکہ وہاں پر حب ایک ڈیم ہونے کے باوجود بھی حب کی یہ حالت ہے کہ وہاں پر اس کو کوئی کے مطابق پانی نہیں ملتا ہے لوگوں کو پانی نہیں ملتا ہے اور وہاں پر ٹینکر مافیا نے ایک ایسی دھوم چجائی ہوئی ہے کہ غریب لوگ وہاں پر اُنکے بس میں نہیں ہے۔ اور آئے روز وہاں پر احتجاج ہو رہے ہیں، گورنمنٹ کو کچھ بھی جوں کی توں سنتی نہیں ہے۔ غریب لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے مہربانی کر کے اس پانی کے مسئلے کو حل کیا جائے۔ باقی رہا دوسرا ایک میری request ہے کہ بجٹ کے حوالے سے جو بات کر رہے ہیں کہ ہماری پہلی والی جو اسکیمیں ہیں، وہ بھی آج تک ہمیں نہیں ملی ہیں۔ جہاں تک بھائی صاحب نے کل جو ہوئی ہیں اُس کے لئے تو ان لوگوں نے معدرت کی ہے۔ مگر ہمیں equal کی نظر سے ویے نہیں دیکھا جاتا ہے۔ کس طرح یہ equal کی بات ہے کہ جو ترقیاتی ہمارے کام ہیں اقلیتی برادری کے ہمیں اُس کے حص کے مطابق کیونکہ ہمارا حلقة پورا بلوچستان ہے۔ پہلے بھی ہمیں جوان لوگوں نے ایک خطیر رقم رکھی تھی اُس میں بھی ایک کام بھی میرا نہیں ہوا۔ تو میں گورنمنٹ کے خلاف اگر ان لوگوں نے اس طرح بھی ہمارا ساتھ کیا اور ہمیں نہیں رکھایا ہمیں فذر نہیں دیے گئے تو ہم بھر پورا احتجاج کریں گے اور جس بجٹ میں میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ میں آپ کے ٹیبل کے پاس بیٹھ کر سامنے احتجاج کروں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔ جی ٹائمس جانسن صاحب۔

جناب ٹائمس جانسن: شکریہ چیئرمین صاحب۔ معزز زکن خلیل جارج صاحب کے سلسلے میں میں بات کرنا چاہتا تھا، تو میرے ساتھی نے ثناء بلوق صاحب نے جوبات کی ہے کہ معدرت کی ہے انہوں نے۔ ہماری پارٹی کا جو منشور ہے، اُس میں کسی رنگ و مذہب و نسل کی بات نہیں ہے۔ جو خلیل جارج صاحب ہیں، وہ خوشامد کر کر کے کہ اگر کوئی اگر آ جاتا ہے سیٹ پر تو اسکے لیے ایک انہوں نے جوبات، دیش نے جوبات کی تھی، دیش بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ لی این پی ایک ایسی سیاسی جماعت ہے جس نے ہمیشہ بلوچستان کے مسیحیوں کو ترجیح دی، 1997ء میں 2008ء میں 2013ء میں اور 2018ء میں۔ یہ اس طرح کی باتیں کرنے سے، جہاں تک فنڈر زکی بات ہے، ایک آدمی کو ایک نمائندے کو دوارب روپے دیتے ہیں، ایک نمائندے کو پانچ کروڑ۔ تو اس

سے ہمارے ووٹر نہیں ٹوٹیں گے۔ جو ہمارے تیس، چالیس سالوں سے ووٹر قائم ہیں وہ قائم رہیں گے۔ مجھے ایک روپیہ بھی نہیں چاہیے اس گورنمنٹ سے۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں ہماری اسکیمات میں جو 1991ء کی اسکیمات ہیں، وہاں ہم لوگ رہائش پذیر ہیں اور وہاں نہ گیس ہے، نہ بجلی۔ کورونا کی مدد میں جو پیسے دیئے جا رہے ہیں یا فنڈز release ہو رہے ہیں، جب اتنی بڑی وباء پھیلی ہے تو لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہیں۔ اور نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے۔ یہ کس طریقے سے وہ وہاں خیزی میں، کوتواں میں یا ہر نائی میں یا لوار الائی میں، لوگ کس طریقے سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں پانی اور بجلی اور گیس۔ یہ زیادتی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ کیا صرف بلوچستان کے ووٹر مسح نہیں ہیں، ہندو کمونٹی نہیں ہیں۔ اکثریت کے بیٹھ پر بیٹھے ہیں کیا وہ ہی صرف ووٹ ڈالتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سُسیں Order in the House.

جناب نائٹس جانسن: وہی ووٹر ہیں کیا انہیں کو صرف چاہیے گیس، بجلی، پانی۔ زراعت کا جہاں تک مسئلہ ہے وہاں تو ہم لوگ تو کوئی زراعت نہیں کرتے، ہمارے تو کوئی ایسا land lord آدمی نہیں ہے جس کے پاس اتنی بڑی زمین ہو۔ یہ روزگار کے لیے ہم لوگ جو بار بار request کرتے ہیں کوئی سسٹم کو ختم کیا جائے اور خصوصی طور پر میرٹ پر لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں۔ اور یہ scholarship کے جو پیسے ختم ہوئے ہیں چار کروڑ yaer last یا جو دو سال سے چار کروڑ پانچ کروڑ روپیہ جو release کا تھا وہ scholarship کا تھا وہ ہی نہیں کیا گیا۔ اور بچیوں کی شادیوں پر جو پیسے ہیں۔ کیا یہ وہ ان موڑ سائکلوں والوں سے، سودوالوں سے یہ گورنمنٹ ملی ہوئی ہے جو یہ ان کو سہولت دیتی ہے۔ جو 2018ء کا فنڈ تھا وہ 2019-2020ء کو release ہوا ہے۔ اور وہ بھی میں نے کہا کہ بچیوں کے دودو بچے ہو گئے ہیں۔ کیوں ان لوگوں کو emergency میں کسی کا ایکسٹرنٹ ہوتا ہے اسے پیسے نہیں، ہم لوگ کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم لوگ، تمام ہمارے جو اپوزیشن کے نمائندے ہیں وہ اپنی پوری salary میں سے ووٹر کو یا کسی کی جو ایم جنپی ہوتی ہے اس پر ان کی مدد کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جانسن صاحب۔

جناب نائٹس جانسن: کوئی cancer patient ہے، کوئی heart patient ہے، کوئی patient جو ہیں، میں ان کو خود ---

جناب چیئرمین: شکریہ جانسن صاحب۔ سب اپنی اپنی نشتوں پر جائیں۔ یہ مکھی شام لال، مکھی شام لال صاحب!۔

ٹائمس جانسن: sir، ان کو بھائیں۔

جناب چیئرمین: جی. جی۔

جناب ٹائمس جانسن: کورونا کے جو patients ہیں ان کے ساتھ سلوک نہیں صحیح کیا جا رہا۔ اور ان کو، injections کے لیے ہم۔ انہیں کہتے ہیں ”کہ hospitals purchase کر کے لے آئیں“۔

جناب چیئرمین: صحیح۔ شکریہ آپ کا۔

جناب ٹائمس جانسن: مسائل بیشمار ہیں۔ یہ جو scholarship کا جو مسئلہ ہے اُس کو ختم کیا جائے اور Prime Minister نے ہمیں کہا تھا کہ ہم لوگ ایک تعلیم کا نظام جو ہیں ہم یکساں کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ وقت ہے جب آپ کو اقتدار ملا ہے تو یکساں کریں۔ جو لوگ اقتدار میں ہوتے ہیں اُنکو scholarship اور ہر چیز مل جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ آپ کا ٹائمس جانسن صاحب۔ ٹائم تھوڑا کم ہے، please.

جناب ٹائمس جانسن: sir، ایک منٹ please، یا سکول ہیں، ان کی grant میں اضافہ کیا جائے اور اس لیے کہ ان کی خدمات جو ہیں سوسالوں سے زیادہ کی خدمات ہیں۔ اور مشن ہسپتال کی اور جتنے بھی پورے پاکستان میں ہمارے ادارے ہیں ان کی grant میں اضافہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ ٹائمس جانسن صاحب۔ جناب نصر اللہ خان زیرے آپ اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین صاحب! پچھلے سیشن میں ہم نے ایک point اٹھایا، ایک قانونی یہ جو آپ کے قواعد و ضوابط ہیں اُس کا قاعدہ نمبر 115 (الف)۔

جناب چیئرمین: اپنی نشتوں میں جا کر تشریف رکھیں معزز اکان۔ اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں یا پر باہر جا کر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف: تو یہ جناب یہ قاعدہ ہے 115 (الف) قبل از میزانیہ بحث۔ یہ ہم نے یہاں پیش کیا تھا، جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا، اس قانون کا لب لبای ہے کہ اس قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر وزیر قانون و پارلیمانی امور، وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی بحث کو شامل کریں گے۔ جس کے ذریعے اسمبلی اجلاس میں آئندہ میزانیہ کے لئے ارکان کی تجویز طلب کی جائیں گی، جو ہر سال فروری تا

اپریل کے مہینوں میں منعقد ہوگا۔ یہ ضابطہ ہے، یہ قاعدہ ہے، یہ قانون ہے۔ جب ہم نے یہ پیش کیا ہمارے ساتھیوں نے اس پر اصرار کیا تو، اب وہ نکل گئے وزیر خزانہ صاحب، ان کی تقریر part of record ہے، اُس میں انہوں نے کہا کہ بالکل یہ ہونا چاہیے۔ اور اپوزیشن اراکین کو بھی اُن کا بھی اس بجٹ میں حصہ ہونا چاہیے۔ تو اب جناب چیئرمین صاحب! بد نیتی کا یہ عالم ہے کہ اس سیشن میں صرف ایک دن کے لیے ڈپٹی اسپیکر آئے ہیں، وہ بھی صرف دو غیر آئینی اور غیر قانونی بل کی منظوری کے لیے، اپنے آقاوں کو خوش کرنے کے لیے انہوں نے وہ دو بل منظور کروائے، اپوزیشن نے walkout کیا۔ وہ پھر اُس کے بعد نہیں آئے۔ اب یہ تین، چار دنوں سے جونہ اسپیکر آ رہا ہے، نہ ڈپٹی اسپیکر آ رہا ہے، وہ اس ضابطے کی وجہ سے نہیں آ رہے ہیں۔ تو یہ ساری دنیاد کیھری ہے، اپوزیشن نے قانون آپ کے سامنے رکھا ہے，treasury benches کے سامنے کہ خدا کے لیے اس قانون کی پابندی کرو۔ اور آپ جواب میں بھی یہی کہتے ہیں کہ بالکل یہ حق کہا جا رہا ہے اور اس کی پابندی ہونی چاہیے۔ اب پونکہ آپ بھی Custodian of House ہیں اور اسپیکر صاحب کی جگہ اس وقت آپ کے وہی اختیارات ہیں جو ایک اسپیکر کے ہوتے ہیں۔ تو اس کے لیے جو اس ضابطے کی پابندی ہے اُس کے لیے kindly آپ حکم صادر کریں کہ اسمبلی کا اجلاس 115 (الف) کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بیشک آپ دن منقض کریں۔ اور یہ آپ حکم جاری کر دیں کہ یہ یہ دن ہیں، بجٹ سے پہلے یہ آپ تین دن کا رکھ لیں تاکہ یہ اراکین بجٹ پر بھی عمومی بحث کر سکیں۔ اور بلوچستان کے مفاد کو مدنظر رکھ کر اُن targets کو achieve کرنے کی کوشش کریں جس سے بلوچستان کے عام آدمی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور جناب چیئرمین صاحب! وہ تو اس وجہ سے نہیں آ رہے ہیں، آپ اگر اس ضابطے کی پابندی نہیں کریں گے، آپ کو یقیناً ہم ایک independent اور آزاد ۔۔۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ کی بات، مؤقف سامنے آگیا۔ تو میں تو صرف اس حوالے سے نہیں بلکہ میں جب بھی Chair کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی ہمارے قواعد و انضباط کا رہیں جو ہم ہی نے بنائے ہیں، اُنکے ایک ایک شق کی پابندی ہونی چاہیے۔ اب توجہ دلا و نوش جو ہے اُس پر طویل بحث ہو جاتی ہے جو کہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہم سب کو اس کو study کرنا چاہیے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اور یہ بڑی بات ہے کہ جب ہم نے یہ بنایا ہے rules of procedure یا قواعد و انضباط کا رہا، اس کے ہر رکن اسمبلی کو اسکی پاسداری کرنی چاہیے، اس کے مطابق House کو جانا چاہیے۔ اور جو آپ بجٹ کی بات کر رہے ہو بالکل وہ

بھی ہونا چاہیے جو اس قواعد میں لکھا ہوا ہے اُس کی پابندی نہ صرف حکومتی ارکان پر اپوزیشن پر ہم سب پر اُس کی Radio Pakistan کے حوالے سے جو آپ نے point اٹھایا تھا میں سیکرٹری اسمبلی صاحب! آپ لکھ کے Pakistan Broadcasting Corporation کو کہ جو ملازمین ریڈیو پاکستان کے ہیں، اُنکے کیا issues ہیں، انکو حل کی طرف لے جائیں۔ اور خصوصاً وہاں پر جو لوگ کام کرتے ہیں، مہینے مہینے انکے cheque نہیں ملتے۔ آپ Pakistan Broadcasting Corporation کے جو MD ہیں یا GM ہیں فیڈرل ہے، آپ لکھیں انکو۔۔۔ (مداخلت)۔ قرارداد کے بغیر بھی آپ ایک letter اسمبلی کے ایوان کی طرف سے ہمارے ruling کے حوالے سے آپ لکھ دیں اُن کو۔ کیونکہ یہ ضروری ہے، مجھ سے بھی رابطہ کیا ہے ریڈیو پاکستان کے دوستوں نے۔

تو جناب نصراللہ زیرے صاحب! قرارداد کی طرف جائیں، آخری قرارداد پڑھیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب چیئرمین صاحب! آپ نے مہربانی کی ریڈیو پاکستان۔ یہ جو PHE کے ملازمین ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ اس وجہ سے چونکہ وفاقی issue تھا اور PHE کے لئے منسٹر زبھی بہاں پر ہوتے ہیں وہ حکومت بہاں پر exist کرتی ہے تو وفاق کا جو مسئلہ تھا اس لئے میں نے کہا۔

قائد حزب اختلاف: اور کمیونٹی اسکولز کے انکے بارے میں جناب ایک حکمنامہ دے دیں تاکہ، یہ مہربانی کریں، یہ provincial issues ہیں جناب اگر آپ۔

جناب چیئرمین: صحیح ہے اُس میں وہ کروں گا۔ لیکن ابھی ایک قرارداد نصراللہ زیرے صاحب کی ہے وہ اُس پر بات کرتے ہیں اُس کے بعد پھر آخر میں ruling دے دوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you Mr. Chairman قرارداد نمبر 115۔ ہرگاہ کہ کوئی شہر کی آبادی کم و بیش 30 لاکھ نفوس سے تجاوز کر گئی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ شہر کے عین وسط اور بالخصوص مشرقی بائی پاس، مسلم اتحاد کا لونی، مغل آباد، محمود آباد اور گردنوواح کے علاقوں میں ڈیری فارمز کی بہتاں ہے۔ جسکی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ کوئی شہر میں واقع تمام ڈیری فارمز کو فی الفور شہر سے باہر، اور ان کے لیے جگہ مختص کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 115 پیش ہوئی۔ محرك! admissibility کی آپ وضاحت فرمائیں۔

جناب جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ۔ Mr. Chairman ایسا ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ کوئی شہر کی آبادی اس وقت 30 لاکھ سے زائد ہے۔ اور اس 30 لاکھ کی آبادی کی وجہ یہاں آپ شہر کے اندر آپ دیکھ لیں traffic کے آپ مسائل دیکھ لیں، اتنا رش ہوتا ہے کہ آپ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے ہیں۔ کوئی شہر میں بھلی کے مسائل آپ دیکھ لیں بارہ، بارہ گھنٹے بھلی نہیں ہوتی ہے۔ میرے حلقة انتخاب میں یہ جو شرقی بائی پاس خلیج کالونی، بڑیچ آباد، دوسرے علاقے، بھوسہ منڈی وہاں 12 گھنٹے، 15 گھنٹے load shedding ہے۔ گیس کا یہ issue ہے۔ شہری اتنے تگ ہیں کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور اس پرستم یہ کہ dairy farms یقیناً ایک کاروبار ہے، اس سے ہزاروں لوگ مسلک ہیں۔ اس سے جو ہے ناں لوگوں کو روزگار مل رہا ہے۔ لیکن شہر کے عین وسط میں آبادیوں کے اندر، وہ آبادیاں وہ رہائشی علاقوں جہاں پر لوگ رہتے ہیں، وہاں پر dairy farms کا ہونا بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک تو وہاں پر صفائی کی صورتحال ابتر ہوتی ہے۔ وہاں پر وہ بھینسیں لاتے ہیں ٹرکوں کے ذریعے، وہ چارہ لاتے ہیں بھینسوں کیلئے، وہ بڑے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، صفائی کی صورتحال دیگر معاملات۔ تو اس وجہ سے کوئی شہر کے لوگ اذیت کا شکار ہیں۔ ہر لحاظ سے کوئی کے عوام اذیت کا شکار ہیں۔ تو ہم نے بارہا کہا ہے کہ dairy farms کیلئے جگہ بھی مختص ہے۔ وہاں پر جو سبی road ہے وہاں سے اُن کیلئے پتہ نہیں سوا یکڑی میں ہے ڈیڑھ سوا یکڑی میں ہے، وہ اُنکے لئے مختص ہیں۔ اس ہاؤس میں ہم نے بارہا کہا ہے کہ آپ ان dairy farms کو کیوں باہر نہیں سمجھتے ہو؟۔ یہاں پر وعدہ ہوتا ہے یہاں پر مفسٹر صاحب یہاں پر چیئرمین صاحب کہہ دیتے ہیں لیکن وہ سب کچھ جو ہے نا نشستن برخواستن اور یہ ہو جاتا ہے۔ اور ہماری آواز سدا بے صحر اثابت ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس قرارداد کی اہمیت کو جانیں، دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ آپ شہروں کے اندر یہ جو، ابھی آپ دیکھیں garages کی صورتحال آپ دیکھیں باقی معاملات آپ دیکھیں۔ ڈیری فارمز آپ دیکھیں۔ میرے خود اپنے حلقت میں میرے گھر کے آس پاس سینکڑوں درجنوں ڈیری ہیں اتنا گند ہے کہ ہماری نالیاں جو ہے ہم لاکھوں روپے صرف اس پر خرچ کرتے ہیں کہ وہ گند ہم نکال سکیں نالیوں سے۔ تو خدار حکومت یہاں بیٹھی ہوئی ہے QDA کے چیئرمین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُنکی ذمہ داری ہے کہ اس پر call meeting کریں۔ فوری طور پر اس کو جتنا جلدی ہو سکے وہ کوئی شہر سے باہر ان کے لئے بھلے ہم یہ نہیں کریں کہ ان کو بیر و زگار کریں۔ اُن کیلئے جگہ مختص ہے وہ جگہ وہاں پر منتقل ہو جائے، آبادی سے یہ باہر جائیں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی میں خلیجی صاحب۔

جناب محمد بنیں خان خلیجی (پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈولپمنٹ اخواری) : آعوذ باللہ من الشیطین الرّجیم۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہم اپوزیشن ہیں یا گورنمنٹ ہیں کوئٹہ شہر تو ہم سب کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کیلئے جو مسائل ہیں وہ اس کو ختم ہونے چاہیے اور جیسے میرے دوست نصراللہ زیرے صاحب یہ قرارداد لیکر آئے کہ انہوں نے ڈیری فارم کے حوالے سے میں انکو بتانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: گھنٹے تک تو اسمبلی سر پر اٹھایا تھا، ابھی آپ نے دوست بنا لیا دونوں نے۔
پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈولپمنٹ اخواری / اربن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: میں آپکو بتانا چاہتا ہوں
گا کہ اس کی planning ہو رہی ہے اور باقاعدہ طور پر یہ پورے کوئٹہ شہر کے جو ڈیری فارم ہیں، وہ DC کے گا کہ اس کی requirement ہے، جس میں انہوں نے through list بھی آچکی ہے، جس میں کچھ گھروں کیلئے بھی رہائش اوپر ایک ڈیری فارم کا design بھی کرچکے ہیں۔ جو انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں کچھ گھروں کیلئے بھی رہائش دیں۔ تو اس کی بھی planning ہو چکی ہے۔ اور انشاء اللہ ہم جلد سے جلد انکو announce کر کے اُدھر انشاء اللہ منتقل کرائیں گے۔ مجھے انسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کچھلی گورنمنٹ میں، انہیں کے پاس یہ وزارتیں تھیں، قبضے ہوئے تھے، جو late ہونے کی وجہ ہے۔ قبضے ہوئے تھے۔ اور ان قبضے چھڑانے میں بھی مجھے بڑا time گا ہے۔ اُدھر قبضے چھڑانے میں، land mafia کے ساتھ تھا، پتے نہیں کیا کرایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ڈیری فارم کو ابھی منتقل کرنے میں time lگ رہا ہے۔ ابھی ہم نے operation کیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: time بتاویں کب تک ہو جائیگا۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈولپمنٹ اخواری / اربن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: ہاں۔ میں انشاء اللہ انکو بتا رہا ہوں کہ یہ جو planning ہو چکی ہے انشاء اللہ جلد سے جلد ہم اس کو کریں گے۔ کچھ آپ ہمیں time دے دیں۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کو دفتر بھی بلاوں گا۔ اور آج آپ ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں گا چیئرمین صاحب! آپ بھی کوئٹہ شہر سے ہیں۔ ہمارے کوئٹہ کا ایک Master plan کے حوالے سے ہم نے planning کی تھی، اسکا tender کیا تھا کہ planning کے حساب سے۔ تو اس کا work order تیار ہو گیا ہے اور انشاء اللہ میں کچھ دنوں میں ہفتہ یاد دن کے اندر اس کا program بھی رکھوں گا۔ میں یہ جو اپنے اپوزیشن کے دوست ہیں کوئٹہ کے یا گورنمنٹ کے، انکو بھی بلاوں کا دعوت دوں گا کہ کوئٹہ کے حوالے سے جو

اچھے مشورے ہیں وہ بھی لئے جائیں۔ جیسے انہوں نے garage کا کہا، میں نے garage والوں کو بھی نوٹس دے دیا ہے۔ اور میں بتانا چاہوں کہ جناب اپیکر صاحب! میرے دوست کرنے، جذباتی ہو گئے اور انہوں نے کہا ”کہ زیارت میں جو Prime Minister صاحب نے اعلان نہیں کیا“۔ اگر میرے دوست پوری تقریباً کمی سنتے تو کاش انکو یہاں چینخے پر اور یہ جوانا جو طبیعت خراب ہو رہی تھی اتنی۔

جناب چیئرمین: شکریہ بیٹھ جائیں بس۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: بات یہ ہے کہ میں آپ کو بات بتانا چاہتا ہوں جناب اپیکر صاحب!۔۔۔ (مداخلت)۔ میں جناب اپیکر صاحب! میں بتانا چاہوں گا۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: آپ کی قرارداد کی حمایت میں بات کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) صحیح ہے بیٹھ جائیں۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: میں جناب اپیکر صاحب! میں بتانا چاہوں کہ 10 اسکیمیں، 40 اسکیمیں بلوچستان کی۔

جناب چیئرمین: قرارداد پر آئیں۔ جی قرارداد پر بات کر لیں۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: ایک منٹ، دو منٹ

جناب اپیکر صاحب! میں کروں گا۔۔۔ (مداخلت)۔ میں انکا ذمہ تو نہیں ہوں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: اس کو منظور کر لیتے ہیں اُس کے بعد پھر آپ بات کر لیں۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: ایک منٹ اُنکے پیچ میں بات کرتے رہے۔

جناب چیئرمین: اس پر رائے لیتے ہیں اُسکے بعد پھر بات کر لیں آپ۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: نہیں نہیں! دو منٹ۔ دو منٹ میں۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وزیر اعظم کا قرارداد سے کیا تعلق ہے۔۔۔ (مداخلت)

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئندُولپمنٹ اتحاریٰ / ار بن پلانگ اینڈُولپمنٹ: میں پھر کروں گا۔ جناب اپیکر صاحب! دو منٹ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین: بات یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر 115 منظور کی جائے ہاں یا نا میں جواب دیں؟۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 115 منظور ہوئی۔ جی ابھی!

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے ملکہ کوئند ڈولپمنٹ اخباری ار بن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: جناب چیئرمین! آپ یقین کریں کہ میرے دوست نے اتنی بڑی غلط بیانی کی، یہ ایک اسمبلی کے فلور کے اوپر، یہ ایک پورے بلوچستان کے یہاں فیصلے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اتنی غلط بیانی کی کہ فیڈرل میں چالیس اسکیمیں جو ہیں ہو گئی ہیں فیڈرل میں۔ اور میں انشاء اللہ آپ کو لا کر دکھاؤں گا۔

(نصراللہ خان زیرے صاحب بغیر مائیک کے بو لے)

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے ملکہ کوئند ڈولپمنٹ اخباری ار بن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: آپ مجھے دو منٹ بات کرنے دیں زیرے بھائی! آپ بیٹھیں دو منٹ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئرمین! وہاں پر زیارت میں وزیر اعظم گئے۔ وہاں پر اُس نے کون سا میگا پروجیکٹ کا اعلان کیا، کون سارو ڈ کا اعلان کیا، کیا کیا اُس نے یہ مجھے بتاؤ؟ ابھی وفاتی پی ایس ڈی پی آجائے گی، اُس میں آپ دیکھ لیں کہ تتنی ہمارے پاس اسکیمات ہونگے۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے ملکہ کوئند ڈولپمنٹ اخباری ار بن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! آپ نے فلور مجھے دیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، یہ غلط بیانی ہو رہی ہے۔ یہ وزیر اعظم نے زیارت کے عوام کو زحمت دی۔ (مدخلت شور)

جناب چیئرمین: آپ سلیقے سے بات کر لیں۔ طریقے سے بات کر لیں آپ۔

پارلینمنٹری سیکرٹری برائے ملکہ کوئند ڈولپمنٹ اخباری ار بن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: مجھے دو منٹ بات کرنے دیں۔ (مدخلت شور)

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، جناب چیئرمین! ان کو بھادو پھر ہم بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ نے تقریر کی۔ اب اُس کی بھی بات سنیں جواب تو سنیں اُس کا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں، نہیں اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ کاموٰ قف آ گیا بھی ان کاموٰ قف بھی سنیں آپ۔ بتار ہے ہیں آپ کوناں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں میرا موٰ قف نہیں آیا ہے۔ میرا موٰ قف نہیں آیا ہے۔ مجھے بتاؤ زیارت میں اُس نے کون سا اسکیم اعلان کیا۔

جناب چیئرمین: بتار ہے ہیں آپ کو نا۔

جناب نصراللہ خان زیری: بتاؤ اسکیم کا نام بتاؤ۔ کوئی اسکیم ہے، لتنے کھرب روپے کا اسکیم ہے، یہ مجھ بتاؤ؟ ویسے لوگوں کو ٹرخار ہے ہو۔ ویسے لوگوں کو جو ہے نا۔ وزیر بچارے نے واسکٹ اس طرح باندھ کے پہلی سیٹ میں بیٹھا تھا۔

جناب چیئرمین: آپ personal نہیں جائیں، کسی کے اوپر۔

جناب نصراللہ خان زیری: وہ درجن کے قریب تھے، وہ غلط بیانی کر رہے تھے۔ جب وزیر اعظم نے تقریر ختم کی، سب کا ہوا نکل گیا۔

(محمد بنین خان خلیجی، رکن اسمبلی بغیر مائیک کے بولتے رہے)

جناب نصراللہ خان زیری: سب حیران رہ گئے کہ selected وزیر اعظم نے کوئی چیز وہاں زیارت---(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی عزیز اللہ آغا صاحب نہیں ہیں، اختر حسین لاگو صاحب نہیں ہیں، ان کی توجہ دلاو notices تھے، ان کو defer کیا جاتا ہے۔ آپ اپنی توجہ دلاو نوٹس پیش کر لیں اگر آپ نے پیش کرنا ہے۔--(مداخلت)

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئی ڈوپلمنٹ اخباری ایڈٹریویٹ اور بن پلانگ ایڈٹریویٹ پیمنٹ: نہیں نہیں، جناب اسپیکر! میں بات کر رہا تھا اور وہ بات نہیں کیا۔--(مداخلت۔ شور)۔

جناب چیئرمین: بس بحث ختم کر دیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئی ڈوپلمنٹ اخباری ایڈٹریویٹ اور بن پلانگ ایڈٹریویٹ پیمنٹ: یہ نہیں ہو گا جناب چیئرمین کہ میں بات کر رہا تھا اور وہ بات نہیں کیا۔ نہیں اس طرح نہیں چلے گا جناب اسپیکر۔ یہ کون سا سطح یقید کار ہے یا!۔

جناب چیئرمین: آپ cross-talking کر رہے تھے۔ بس ختم ہوا ختم۔ یہ توجہ دلاو نوٹس پیش کریں اُس کے بعد بات کریں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب نصراللہ خان زیری: میں وزیر برائے محکمہ بلدیات کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرواتا ہوں کہ کوئی کے تمام علاقوں کا کچرا میرے حلقة انتخاب مشرقی بائی پاس نزد بکرا منڈی میں آبادی کے درمیان ڈمپ کیا جاتا ہے۔ جس سے علاقے کے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا محکمہ بلدیات کب تک مذکورہ کچرا ڈمپ کرنے کا سلسلہ ختم کرے گی۔ تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب جناب چیئر مین: وزیر بلدیات نہیں ہیں اس کو defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ باقی بھی نہیں ہیں، اس کو دوسرا اس میں کر دو۔

جناب چیئر مین: چونکہ متعلقہ وزیر صاحب نہیں ہیں تو defer کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ بحث کرنا چاہتے ہیں، یہاں آپ دونوں cross talking کر رہے ہیں۔ نصراللہ زیرے صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے مکملہ کوئندہ ڈولپمنٹ اتحارٹی / اربن پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ: جناب اسپیکر! میری بات۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب چیئر مین صاحب! بھی مجھے یہ بتاؤ کہ یہ تمام defer ہو گئے؟

جناب چیئر مین: جی سارے defer ہو گئے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سارے defer ہو گئے ابھی آگے، جناب چیئر مین! اس وقت کورم پورا نہیں ہے۔ House میں کورم پورا نہیں ہے لہذا یہاں اجلاس آپ ختم کریں۔

جناب چیئر مین: کورم کی نشاندہ ہو گئی، گھٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کی گھٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئر مین: چونکہ کورم پورا نہیں ہو رہا ہے اب میں گورنر بلوچستان کا حکمنامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973. Justice (R) Amanullah Khan Yasinzai, Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 03rd June, 2021.

آب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 07 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)